ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

27

www.tanzeem.org

6 تا 12 شوال المکرّم 1437ھ / 12 تا 18 جولائی 2016ء

حیا باختگی کا طوفان

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

دنیا حقیقی عید سے محروم ہے!

نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے قیام کی ضرورت و اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت

علم دین کے فضائل و برکات

سنت اللہ کے نتائج

بلا شبہ یہ اللہ کی دائمی اور نا قابلِ تغیر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے' جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں' مگر ان نتائج کے اظہار میں افرادِ انسانی کی عمریں مقیاس نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے' لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آ جاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بوتا نہیں ہوتا۔

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔" (الرعد: 11)

اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو انگیز کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں' بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ فرمان نبویؐ ہے: "جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمراں ہوں گے۔" (حاکم)

اور کبھی ظلم و باطل خود ظالموں کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے: "تاکہ وہ قیامت کے روز اپنے پورے بوجھ اٹھائیں۔" (النمل: 25)

اور کبھی یہ مرحلۂ باطل و ظلم اس لیے آتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مومنین کی جماعت کو چھانٹ کر علیحدہ فرما لے تاکہ وہ سلامتی استعداد اور قوت کے ساتھ حق کی ذمہ داری کو سنبھال سکیں۔ جیسے سورۂ آل عمران (آیات 139 تا 141) میں فرمایا:

"دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں۔ کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں۔ اور وہ اس آزمائش کے ذریعے سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔"

اسلام کا نظامِ تربیت

سید محمد قطبؒ

قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں

الھدیٰ (713)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت :27

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾

آیت ۲۷ ﴿وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) آپ تلاوت کیجیے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ کے رب کی کتاب میں سے۔“

یعنی اس وقت آپؐ بہت مشکل صورتِ حال کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کیفیت میں آپؐ کو صبر واستقامت کی سخت ضرورت ہے: ﴿وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ (النحل: 127) ”اور (اے نبی ﷺ!) آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر تو اللہ کے سہارے پر ہی ہے۔“ یہ سہارا آپؐ کو اللہ کے ساتھ اپنا قلبی تعلق اور ذہنی رشتہ استوار کرنے سے میسر ہوگا اور یہ تعلق مضبوط کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ تمسک بالقرآن کا یہ مضمون سورۃ العنکبوت میں (اکیسویں پارے کے آغاز میں) دوبارہ آئے گا۔ حق و باطل کی کشمکش میں جب بھی کوئی مشکل وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ کو خصوصی طور پر تمسک بالقرآن کی ہدایت کی گئی اور آپؐ کی وساطت سے تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں، قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ صرف کریں۔ اسی طرح وہ مشکلات وشدائد کو برداشت کرنے اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

﴿لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾﴾ ”اُس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے، اور آپؐ نہیں پائیں گے اُس کے سوا کوئی جائے پناہ۔“

یقیناً یہ راستہ بہت کٹھن ہے اور اس راستہ کے مسافروں نے سختیوں کو بہر حال برداشت کرنا ہے۔ یہ اللہ کا قانون ہے جو کسی کے لیے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ اس مہم میں واحد سہارا اللہ کی مدد اور نصرت ہے۔ چنانچہ اگر آپؐ کو کہیں پناہ ملے گی تو اللہ ہی کے دامن میں ملے گی، اُس در کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے اسی مضمون کی ترجمانی اپنے اس شعر میں کی ہے:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو، ترے عفوِ بندہ نواز میں!

فرمان نبوی

قرآن کی تلاوت دل چمکانے کا ذریعہ

عَنۡ اِبۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ ھٰذِہِ الۡقُلُوۡبَ تَصۡدَاُ کَمَا یَصۡدَاُ الۡحَدِیۡدُ اِذَا اَصَابَہُ الۡمَاءُ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مَا جِلَاءُ ھَا قَالَ کَثۡرَۃُ ذِکۡرِ الۡمَوۡتِ وَتِلَاوَۃُ الۡقُرۡاٰنِ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگ جانے سے لوہے پر زنگ آ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ: حضور ﷺ! دلوں کے اس زنگ کے دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”موت کو زیادہ یاد کرنا، اور قرآن مجید کی تلاوت۔“

تشریح: قلب کا زنگ یہ ہے کہ وہ اللہ سے اور آخرت کے انجام سے غافل اور بے فکر ہو جائے، یہ سارے چھوٹے بڑے گناہوں کی جڑ ہے۔ اور بلاشبہ اس بیماری کی اکسیر دوا یہی ہے کہ اپنی موت کو بہت زیادہ یاد کیا جائے۔ اور قرآن مجید کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی خاص الخاص نسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب اور اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔ ان شاء اللہ یہ قلب کے زنگ کو دور کر کے اس کو نور سے بھر دے گی۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیا باختگی کا طوفان

رمضان المبارک، رحمت و مغفرت کے خزانے لیے تیزی سے بکھیرتا اختتام کو پہنچا۔ رمضان سے انفرادی، اجتماعی سطح پر بہت سی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ ذاتی سطح پر تلافی، مافات، گناہوں کی بخشش اور رمضان میں بٹتی صبر و تقویٰ کی بے بہا صالح نعمتوں سے فیض یاب ہونے کی امیدیں۔ اجتماعی سطح پر رمضان کے چاند کی دعا میں طلب کیے جانے والا امن، ایمان، سلامتی اور اسلام درکار رہتا ہے۔ یہ امید کہ شاید رجوع الی اللہ کی اس مہلت اور نادر لوٹ سیل کیفیت والی رحمانی مہربانیوں کے وعدوں سے مردہ دلوں کو زندگی کی نعمت میسر آ جائے...... لیکن پورا رمضان گزر جانے پر بھی حالت تو یہ ہے:

بانگِ اسرافیل ان کو زندہ کر سکتی نہیں
روح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد

اور یہ کہ..... تنِ بے روح سے بیزار ہے حق!

بصد حسرت واندوہ یہ احساس قوی تر ہو جاتا ہے کہ قید کیے جانے سے پہلے ابلیس اپنی شرانگیزیاں جن کے سپرد کر جاتا ہے، وہ پوری تندہی سے قائم مقامی کا فرض نبھاتے ہیں۔ یہودی سیٹلائٹوں کے ذریعے دنیا بھر میں برقی لہروں پر سوار میڈیائی فتور ابلیس کو بھی مات دیتے ہیں۔ یہ ڈیوٹی نجی ٹیلی ویژن چینلوں پر جس طرح نبھائی جا رہی ہے...... پناہ بخدا......! پیمرا جو ممتاز قادریؒ کے جنازے پر کمر بستہ ہو کر تمام چینلز پر کرفیو نافذ کیے بیٹھا تھا اب کہاں ہے......؟ اسلام تو بہت اعلیٰ ارفع تہذیب ہے۔ یہاں تو سادہ مشرقی روایات، نہایت بنیادی شرم و حیا، ادب آداب، اقدار کے جنازے دن رات اٹھ رہے ہیں۔ پیمرا نہایت تابعداری سے اخلاق کے ان جنازوں میں ہمہ تن شریک ہے۔ وزیر اعظم علیل ہیں۔ جو پیچھے موجود ہیں وہ امریکی بے وفائی اور عیاری کے چرکوں کے ہاتھوں صدمے سے بحال نہیں ہو پائے۔ ہر آنے والا سال ملک میں نظریۂ اسلام کی قبر کھودنے میں بے باک تر نظر آتا ہے۔ قوم کے دماغوں میں بھس بھرنے کو رمضان ٹرانسمشن کے پروگرام اداکاروں اور حرافاؤں، ماڈلوں کے سپرد ہوتے ہیں۔ کیا ہم عقلی، فکری سطح پر اتنے بانجھ ہو گئے کہ قوم کی ذہن سازی اور فکری رہنمائی پر قوم کا اسفل ترین طبقہ براجمان ہو......؟ ختم نبوت جیسے حساس ترین، مقدس ترین عقائد پر اداکار سوال اٹھائیں؟ وہ طبقہ جو پیشے کے اعتبار سے روز ایک نئے روپ میں جلوہ گر ہوتا ہو، اپنی کوئی شخصیت ہی نہ ہو۔ Gender fluid...... غیر متعین جنس کی نئی مغربی اصطلاح کی مانند...... پوری زندگی روپ بہروپ میں گزر جائے۔ کیا یہ لوگ قوم کو عقیدہ پڑھائیں گے؟ جس ایشو پر اس ملک کے مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ نہ کیا وہ بھرے رمضان میں جہالت کے چرکے سہے گی اور پیمرا منہ تکے گا؟ وہ طے شدہ امور جو صرف ملک کے دینی طبقات نے نہیں، پارلیمنٹ، یحییٰ بختیار اور بھٹو جیسے لبرل سیکولر افراد کے ذریعے پوری قوم کی فکری ہم آہنگی، یک زبانی کا

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 شوال المکرم 1437ھ جلد 25
12 تا 18 جولائی 2016ء شمارہ 27
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بے مثل متفقہ اظہار تھا۔ آج یہ مٹھی بھر بہکے بھٹکے لوگ مغرب کی ایماء پر ملکی آئین اور قانون کو بازیچۂ اطفال بنائیں گے؟ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ نہ ڈالیے...... یہ ہائی ٹینشن کیبل کو چھیڑنے کے مترادف ہے...... خبردار...... خطرہ 2000 وولٹ...... باقی کچھ نہ بچے گا! چہار جانب دشمنوں میں گھرا پاکستان...... کیا اس سے آخری سہارا بھی چھین لیا جائے گا......؟ وفاقی حکومت ہوش کے ناخن لے اور لامتناہی خرافات کے آگے بند باندھے۔

اس چرکے سے نمٹے نہ تھے کہ اسلام کے چہرے کو داغدار کرنے کے لیے ایک بہروپیے علامہ کا طوفان بدتمیزی سوشل میڈیا پر جلوہ گر ہوا۔ یوٹیوب پر قندیل بلوچ نامی شتر بے مہار ماڈل گرل جس حلیے میں نمودار ہوئی (نجی چینل کے ٹاک شو میں) کیا کسی قسم کا ڈریس کوڈ پیمرا نے لاگو نہیں کیا......؟ ایک جھلک دیکھ کر پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ ابلیس اکیلا ہی باندھا جاتا ہے...... شیاطین کی بیگمات کا تذکرہ قید کیے جانے کے حوالے سے رمضان کی احادیث میں نہیں ملتا...... اور یہ بچشم سر دیکھ کر باور کیا! علم دین پر کیا جانے والا یہ مہلک حملہ اسلام کی دھجیاں بکھیرنے کے تسلسل ہی کا حصہ ہے۔ بنی اسرائیل کے اسلام سے کھلواڑ کرنے والے علمائے سوء پر جو اللہ اور رسول ﷺ اور قبل ازیں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کی طرف سے اظہارِ غضب ہے وہ بلا سبب تو نہیں۔ کسی کالی بھیڑ پر تماشا لگا کر، طوفان اٹھا کر اسلام کے چہرے کو گہنانے کی مکروہ سازشیں ان کے اپنے لیے خوفناک گڑھے کھودیں گی۔ ہم اللہ کے خلاف پوری دریدہ دہنی کے ساتھ جنگ چھیڑے بیٹھے ہیں۔ سود کے معاملے پر قرآن میں مذکور اللہ رسول ﷺ کے اعلانِ جنگ کے باوجود پوری ڈھٹائی سے ڈٹی ہوئی حکومت۔ حدیثِ قدسی میں اللہ کے دوستوں (سچے اہلِ دین) سے دشمنی پر بھی یہی فرمان ہے کہ اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا۔ یہ دو محاذ کیا کم تھے۔ (علماء کی شہادتیں، لال مسجد کے حافظ طلبہ وطالبات، دین پرست قبائلی پٹی کی امریکی جنگ میں تباہی) کہ اب عقیدے اور اخلاق واقدار کی سطح پر رمضان کے تقدس کو پامال کرنے کی دیدہ دلیری......! روس، امریکہ، نیٹو سے جنگ لڑ کر جیتنا ممکن ہے (نہتے طالبان سے پوچھ لیجیے جنگ کا فارمولا)۔ لیکن اللہ کے خلاف لڑنے والے نمرودوں، فراعنہ، اپنے وقتوں کی مضبوط ترین قوموں کے لاشے تاریخ میں پٹخے پڑے ہیں۔ ہم کس زعمِ باطل میں مبتلا ہیں......؟ یہ سوال صرف حکمرانوں سے نہیں۔ قوم اور علمائے حق کے ضمیر سے بھی ہے۔ پورے اخلاص سے صرف اللہ کی خاطر اٹھیے۔ حکومتی درپردہ ایجنڈوں کے تحت نہیں۔

دردِ دل، خوفِ خدا اور ملک وملت سے ہمدردی رکھنے والے تمام طبقات، باضمیر صحافی، صاحبانِ علم ودانش اس طوفان بدتمیزی کے آگے بند باندھیں۔ اخلاقی دہشت گردی کے ہاتھوں بڑھتی پھیلتی حیا باختگی کو نہ روکا گیا تو نہ آسمان پناہ دے گا نہ زمین...... عیاذاً باللہ...... جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی رفحش کاری پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں (النور:19) دنیاوی عذاب تو ہمہ نوع ہم پر مسلط ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر ان فحش کاریوں کی بوئی فصل ہم عشق عاشقی کے نتیجے میں گھروں سے بھاگ کر شادی کرنے والیوں ر والوں کی لاشیں اٹھا رہے ہیں۔ جلی ہوئی۔ گولیوں سے بھونی گئی۔ یہ وہ ترقی کے زینے ہیں جو کھمبیوں کی طرح اگ آنے والے اداکاروں، اداکاراؤں، ماڈلوں کے ذریعے ہم طے کر رہے ہیں۔ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں......؟ اس طبقے کو عزت دینے اور عوام بالخصوص نوجوان نسل کے حواس پر بٹھانے کا کام میڈیا سے تو ہو ہی رہا تھا۔ کم از کم اہل دین تو اس طبقے سے دور رہیں۔ ورنہ قندیل بلوچوں کی کمی نہیں ہے۔ جسے توبہ کرنی ہے اسے مفتی صاحبان اور علماء کے ساتھ میڈیا پر ظہور کی ضرورت نہیں۔ توبۃ النصوح، آہِ سحر گاہی میں سجدہ ریز ہو کر تنہائی میں رب تعالیٰ کے حضور کی جاتی ہے۔ مردوں بھرے مجمعے میں کیمروں کی چکاچوند میں تو...... جرم مرا توبہ شکن...... توبہ مری جام شکن کا منظر ہوتا ہے۔ اداکارائیں توبہ کے آداب سیکھنے عالمات کے پاس جائیں اگر ناگزیر ہو۔ یہ علماء کی شان سے فروتر ہے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی مثال نہ دیجیے۔ کفر کے بالمقابل سینہ سپر رہنے والوں اور ان کی طرح موت میں زندگی تلاش کرنے والوں کو تو یہ قوم ترس رہی ہے! الحذر از قندیل بلوچ، ماروی سرمد، وینا ملک...... الحذر......!

میڈیا کی مہار یہود اور اسلام دشمن طبقات کے ہاتھ میں ہے۔ سادہ طبیعت، ایمان والوں کے بس کا یہ روگ نہیں۔ مساجد میں مولانا محمود حسنؒ کی وصیت کے مطابق خالص قرآنی تعلیم...... جو رحمانی میڈیا ہے۔ پر توجہات مرکوز کیجیے۔ صالح نوجوان **واعتصموا بحبل اللہ** کا حکم قبول کر کے قرآن سے وابستہ ہو جائیں کہ حدیث کی صراحت میں...... قرآن ہی حبل اللہ...... اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ یہ تمام تفرقوں سے محفوظ رکھ کر باہم اتفاق واتحاد کا نسخہ ہے۔ یہی وہ شاہ کلید ہے کہ از کلید دیں درِ دنیا کشاد...... جس سے دنیا کے سارے دروازے صحابہؓ کے ہاتھوں کھلے۔ رمضان المبارک ہی میں معرکۂ بدر ہوا۔ فتح مکہ ہوئی اور محمد بن قاسمؒ ہمارے لیے پیغامِ رحمت بن کر آیا۔ اسے ابنِ قاسم کا خطہ دوبارہ بنا دینا ہمارا سب سے بڑا چیلنج ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جرأتِ کردار!

❀❀❀

نوٹ عامرہ احسان صاحبہ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' کی مستقل کالم نگار ہیں۔ ان کا یہ کالم خصوصی اہمیت کے پیش نظر بطور اداریہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 24 جون 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

قارئین کرام! نیکیوں کا موسم بہار رمضان المبارک بڑی تیزی کے ساتھ گزر گیا۔ وہ لوگ انتہائی خوش نصیب ہیں جنہیں ان بابرکت لمحات سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ نیکیوں کی لوٹ سیل سے استفادہ یقیناً بڑی کامیابی ہے لیکن اصل کامیابی صرف انہی لوگوں کے حصے میں آئے گی جو روزہ اور رمضان کے اصل مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ رمضان کے دوران ہم پڑھ چکے ہیں کہ روزہ کا اصل حاصل تقویٰ ہے اور قرآن متقین کے لیے ہدایت اور راہنمائی ہے۔ جنہوں نے صحیح معنوں میں روزہ رکھ کر تقویٰ حاصل کیا اور پھر رات کے قیام میں قرآن پڑھ اور سن کر اس سے ہدایت اور راہنمائی حاصل کی اور اس ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں مثبت تبدیلیاں لانے میں کامیاب رہے اور آئندہ زندگی میں اسی ہدایت اور راہنمائی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی سعی کی۔ وہی لوگ صحیح معنوں میں کامیاب کہلائیں گے۔ اس کامیابی کو یقینی بنانے میں جو چیز معاون و مددگار ہوسکتی ہے وہ بھی قرآن ہی ہے۔ اگر ہم رمضان کے بعد بھی سارا سال قرآن کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کریں گے اور قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گے تو یقیناً اصل کامیابی کے حقدار ٹھہریں گے۔ چنانچہ آج اسی نسبت سے ہمارا موضوع ہے ”قرآن مجید کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟“ یعنی اب ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ یہ قرآن جو رمضان میں ہی نازل ہوا، اللہ کا انسانوں پر بہت بڑا احسان ہے، خاص طور پر ہم مسلمانوں کے لیے یہ اللہ کا بہت بڑا انعام اور بہت بڑا تحفہ ہے۔ کسی نے کہا:

جن کے رتبے ہیں سوا
ان کی سوا مشکل ہے

جب کسی کو بہت زیادہ عزت کا مقام دیا جاتا ہے تو اس سے اتنی ہی زیادہ توقع بھی رکھی جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کی ذمہ داری اسی قدر بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا قرآن کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے جتنا عظیم انعام ہم پر کیا ہے اب اسی قدر قرآن کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ چکی ہیں۔ وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ یہ سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کے حقوق جانیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے پانچ حقوق ہیں جو اصل میں ہماری پانچ ذمہ داریاں ہیں:

(1) قرآن مجید کا پہلا حق یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم سب مسلمان یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اگر واقعی ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور ہماری راہنمائی کے لیے اللہ نے یہ نعمت ہمیں عطا کی ہے تو پھر اس کے ساتھ ہمارا طرزِ عمل یہ نہیں ہونا چاہیے جو ہے۔ چنانچہ ایمان کے دو لیول ہیں۔ ایک ہے اقرار باللسان یعنی زبان سے اقرار کرنا اور یہ والا ایمان ہم سب کو حاصل ہے۔ لیکن ایک ہے دلی یقین والا ایمان کہ واقعی یہ اللہ کا کلام ہے اور میری ہی ہدایت کے لیے اللہ نے نازل کیا ہے۔ دنیا کے اصول میں زبان کے اقرار پر ہی ایک شخص کو مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی منافق بھی کلمہ پڑھ لے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ چاہے دل میں کفر چھپائے بیٹھا ہو تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے انہیں مسلمانوں کی صفوں میں شمار کیا گیا۔ لیکن یہ ایمان ان کی نجات کا باعث ثابت نہیں ہوگا۔ نجات اور کامیابی صرف انہی کو ملی جنہیں دلی یقین والا ایمان حاصل تھا۔ جب دل سے یقین ہوگا تو عمل بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ انسان کے طرزِ عمل سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس میں کتنا ایمان ہے۔ اگر ہمارا قرآن پر پختہ یقین ہوگا کہ اللہ کی کتاب ہماری راہنمائی کے لیے اُتری ہے تو ہمارا طرزِ عمل اس کی تعلیمات کے مطابق ہوگا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ہمارا ایمان بھی صرف اقرار باللسان تک محدود ہے۔ چنانچہ قرآن کا پہلا حق یہی ہے کہ اس پر دل سے ایمان لایا جائے۔ جب دل گواہی دے رہا ہو کہ واقعی یہ اللہ کی کتاب ہے تو انسان اس میں غور وفکر کرے گا اور ہدایت پائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دلی یقین والا ایمان کہاں سے حاصل ہوگا؟ چنانچہ اس کا ذریعہ خود قرآن بتا رہا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾ (الحدید:9) ”وہی تو ہے جو اپنے بندے (ﷺ) پر یہ آیات بینات نازل کر رہا ہے تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف۔“

قرآن کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ یہی بات مولانا ظفر علی خان نے بڑے سادہ انداز میں کہی ہے۔

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دوکان فلسفہ سے
ڈھونڈنے سے ملے گی یہ عاقل کو قرآن کے سیپاروں میں

ایک شخص سمجھ کر قرآن پڑھے اور اپنی عقل کو بیدار رکھے تو ایمان خود پیدا ہوگا اور دل گواہی دے گا کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے۔

(2) قرآن مجید کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے، اس کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے۔ اگر ہمیں دلی یقین

والا ایمان حاصل ہوجائے کہ قرآن اللہ کی کتاب اور کتاب ہدایت ہے لیکن کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ پر رکھ دیں اور اس کو پڑھیں ہی نہ تو اس کے نزول کا مقصد کیسے پورا ہوگا اور ہماری ہدایت کا حصول کیسے ممکن ہوگا؟ لہٰذا قرآن کا دوسرا حق یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد اسے پڑھا بھی جائے یعنی تلاوت کی جائے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ط﴾ (البقرۃ:121) ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔“

تلاوت کا صحیح حق نبی اکرم ﷺ کے دور میں ادا ہو رہا تھا۔ سورۃ المزمل میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ

﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ① قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ② نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ③ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ④﴾ (المزمل)

”اے مزمل! رات کو کھڑے رہا کرو سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے (یعنی) آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زائد۔ اور قرآن کو پڑھا کرو ٹھہر ٹھہر کر۔“

آپؐ کو دو تہائی، نصف شب یا ایک تہائی رات قرآن کے ساتھ قیام کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ قرآن کو پڑھنے کی سب سے اچھی شکل یہ ہے کہ انسان نماز کی حالت میں اور رات کے آخری پہر یا نصف شب تہجد میں پڑھے۔ یہ نبی اکرم ﷺ پر فرض تھا اور آپؐ کو اس عمل سے اس درجہ محبت اور شغف تھا کہ پاؤں متورم ہو جاتے تھے اور پڑھنے کا انداز بھی وہی تھا جو قرآن نے بتا دیا کہ ٹھہر ٹھہر کر سکون کے ساتھ تلاوت کی جائے۔ صحابہ کرامؓ بھی اس عمل میں آپؐ کی پیروی کرتے تھے اور ایک ہفتے میں قرآن ختم کرنا ان کا معمول تھا۔ یعنی تہجد کی نماز میں تقریباً ساڑھے چار پارے روزانہ پڑھتے تھے۔ یہ تلاوت کا صحیح حق تھا۔ ہم اگر ایک پارہ بھی روزانہ پڑھ لیں تو کم از کم تلاوت کا حق ادا ہو جائے لیکن ہم اگر دنیا کو ترجیح دیں گے تو اسی کے حصول میں سارا وقت صرف ہوگا لہٰذا ہمارے معمولات زندگی، دنیا کے مسائل، صبح شام کی مصروفیات اور سب سے بڑھ کر ہماری کوتاہیاں آڑے آتی ہیں۔ لیکن قرآن کا حق ہے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی تلاوت کریں۔ لہٰذا کم سے کم دو رکوع روزانہ پڑھ لیں۔ جیسے جیسے روانی آتی جائے اس میں اضافہ کرتے جائیں۔ یہ قرآن ہماری روح کی غذا ہے۔ جتنی تلاوت کریں گے اتنا ہی ایمان مضبوط ہوگا۔ لیکن تلاوت تجوید کے ساتھ ضروری ہے تاکہ مخارج درست ادا ہوں۔ اگر مخارج درست ادا نہ ہوں تو مفہوم ہی بدل جاتا ہے اور بعض اوقات قرآن کے بالکل مخالف چلا جاتا ہے۔ اس کو حرام غلطی کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کی قرآن پڑھنے کے حوالے سے اتنی مشق ہونی چاہیے کہ وہ حرام غلطیوں سے ضرور بچے۔ اس کے لیے تجوید سیکھنا ضروری ہے۔ بڑی عمر کے لوگوں کے لیے اگرچہ یہ مشکل ہے لیکن جوانوں کو اس طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔

(3) قرآن کا تیسرا حق ہے کہ ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم حکیم کے پاس جائیں اور وہ ہمیں شفاء کے لیے کوئی نسخہ دے۔ ہم اس کو کھول کر پڑھیں ہی نہ اور نہ سمجھنے کی کوشش کریں تو شفاء کیسے حاصل ہوگی۔ اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ قرآن بھی کتاب ہدایت ہے اور ہماری راہنمائی کے لیے نازل ہوا ہے تو اس کا تیسرا حق منطقی طور پر یہ نکلتا ہے ہم اس کو پڑھنے کے بعد سمجھنے کی بھی کوشش کریں۔

﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾﴾ (صٓ)

”(یہ قرآن) ایک کتاب مبارک ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی تاکہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور سمجھ دار لوگ نصیحت حاصل کریں۔“

قرآن کے نزول کا اصل مقصد تو یہی تھا کہ ہم اس کو پڑھ کر سمجھیں اور ہدایت حاصل کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کر رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کو کتاب ہدایت سمجھا ہی نہیں۔ لہٰذا قرآن کا تیسرا حق اس کو سمجھنا ہے اور سمجھنے کے لیے بھی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ ہم عربی زبان خود سیکھیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی زبان کا ہم پر اتنا حق ہے کہ

تنظیمی اطلاعات

حلقہ سکھر میں احمد صادق سومرو بطور امیر حلقہ تقرر

امراء ناظمین حلقہ جات کے تقرر پر تین سال بعد نظر ثانی کے فیصلے کے تحت حلقہ سکھر کی شوریٰ کے اراکین کی آراء حاصل کی گئیں۔ امیر محترم نے آراء کے پیش نظر اور نائب ناظم اعلیٰ و مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 19 مئی 2016ء میں مشاورت کے بعد امیر حلقہ کے لیے احمد صادق سومرو کے تقرر کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم ”بی بیوڑ“ میں عالم زیب کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم بی بیوڑ میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 26 مئی 2016ء میں مشورہ کے بعد عالم زیب کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم ”مسلم ٹاؤن“ میں محمد قدیر عباسی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم مسلم ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 26 مئی 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد قدیر عباسی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم ”گلزار قائد“ میں ڈاکٹر فیصل احمد کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم گلزار قائد میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 26 مئی 2016ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر فیصل احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

سجاد سرور، معاون شعبہ تعلیم و تربیت کا تبادلہ

امیر محترم کی ہدایت کے مطابق سجاد سرور، معاون مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت، گڑھی شاہو، لاہور کی خدمات یکم جون 2016ء سے امیر حلقہ پنجاب شرقی، عارف والا کو سپرد کی جا رہی ہیں۔

موصوف مذکورہ تاریخ سے اپنی ذمہ داری کے حوالے سے امیر حلقہ پنجاب شرقی کو رپورٹ کریں گے۔ تاہم ان کا مشاہرہ حسب سابق مرکز ہی سے ادا کیا جائے گا۔

ہم اس کو سیکھنے کے لیے وقت لگائیں۔ جب تک ہم عربی زبان نہیں سیکھتے ہم قرآن کو براہ راست نہیں سمجھ سکتے۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

ترجمے کی مدد سے وہ کیفیت نہیں پیدا ہوتی جو براہ راست سمجھنے میں روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا قرآن کے پیغام کو سمجھنے کے لیے عربی سیکھنا جن کے لیے ممکن ہو وہ ضرور سیکھیں۔ جن کی سیکھنے کی عمر گزر چکی ہے وہ ترجمہ کی مدد سے قرآن کے اصل پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ درج بالا آیت میں سمجھنے کے دو درجات بیان ہوئے ہیں۔ ایک تدبر اور دوسرا تذکر۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے اپنی تصنیف ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' میں بڑی خوبصورتی سے واضح کیا ہے کہ قرآن مجید تذکر کے اعتبار سے بہت آسان کتاب ہے جبکہ تدبر کے اعتبار سے بہت مشکل کتاب ہے۔ تذکر میں ہمارے لیے اصل پیغام اور اخلاقی سبق ہے جو صرف ترجمہ پڑھنے سے بھی ہمیں اخذ ہوتا چلا جائے گا، صراطِ مستقیم کی طرف ہمیں راہنمائی ملے گی اور ہمارا فکری قبلہ درست ہوتا چلا جائے گا۔ اس پہلو سے قرآن بہت آسان کتاب ہے۔ سورۃ القمر میں چار مرتبہ یہ آیت دوہرائی گئی ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر:17،22،32،40) ''ہم نے آسان بنادیا ہے قرآن کو ذکر کے لیے، تو ہے کوئی یاددہانی سے فائدہ اٹھانے والا؟''

عرب لوگ پڑھے لکھے نہیں تھے اور ان میں بھی بدو لوگ تو جہالت کی دوسری انتہا پر تھے۔ لیکن عربی آتی تھی اور وہ ذرا توجہ سے قرآن کو پڑھتے تھے تو وہ moral lesson حاصل کر لیتے تھے جس کا تعلق اُخروی کامیابی سے ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ جو کتاب Acadmically اونچے لیول کی ہوتی ہے تو اس کی vocabulary اور انداز عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہوتا ہے۔ جتنی ہائی لیول کی فلسفے کی کتاب ہوگی اتنا ہی عام آدمی اس سے دور ہوگا۔ قرآن کے اس اعتبار سے بھی معجزہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے کہ ایک طرف یہ عام آدمی کے لیے بھی بالکل آسان ہے۔ اُسے دنیا کے اس دارالامتحان میں جس راہنمائی کی ضرورت ہے وہ بالکل سطح پر ہے جسے اخذ کرنے میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہوتی۔ چنانچہ تذکر وہ پہلو ہے جس کے ذریعے ہمارا قبلہ سیدھا ہو جائے۔ یعنی ہماری آخرت بنے۔ کیونکہ ہماری اصل منزل دنیا نہیں آخرت ہے۔ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔ چنانچہ قرآن کے ہر صفحے پر اس حوالے سے ہدایت بہت آسان کر دی گئی ہے۔ قرآن ہمیں بڑے سادہ الفاظ میں بتاتا ہے کہ اُخری کامیابی کے تقاضے کیا ہیں؟ کہ اللہ کے بندے بن جاؤ۔ جیسے غلام اپنے مالک کا ہر حکم مانتا ہے تم بھی مانو۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے اُسوہ ہے، ان کی پیروی کرو۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (ممتحنہ:6) ''تمہارے لیے یقیناً ان (کے طرزِ عمل) میں ایک بہت اچھا نمونہ ہے''

چنانچہ یہ ساری چیزیں اتنی واضح اور کلیئر ہیں کہ ان کو سمجھنے اور ہدایت اخذ کرنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں ہے۔ لیکن دوسری طرف تدبر کے اعتبار سے انتہائی مشکل بھی ہے۔ اس میں بڑے عمیق، گہرے فلسفیانہ مضامین بھی ہیں۔ حکمت اور معرفت کے موتی اور ہیرے جواہرات پر مشتمل بڑی بڑی کانیں بھی ہیں۔ حضرت علی ؓ سے مروی حدیث میں ہم نے پڑھا تھا۔

((وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهٗ)) ''اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے''۔ اسی حدیث کا میں یہ بھی بیان ہوا:

((وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ)) ''اور علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہو سکیں گے''۔

علماء ساری عمر بھی اس پر غور وفکر کر کے یہ محسوس نہیں کریں گے کہ ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ پچاس پچاس جلدوں میں تفسیر لکھنے کے بعد بھی مفسرین قدم قدم پر تو کہتے ہیں کہ بس یہاں تک تو ہم پہنچے ہیں آگے پتا نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن کے اندر حقیقت اور معرفت کے موتی تلاش کرنے کی خاصیت ہوتی ہے اور وہ حکمت کے معاملات میں ان کی تہہ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے بھی مکمل جامع راہنما کتاب یہی قرآن ہے۔ بڑے بڑے فلسفیوں اور دانشوروں کی ضرورت اور ان کی تشنگی کا سارا سامان اسی میں موجود ہے۔ علامہ اقبال کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے سارے فلسفے کھنگالے ہوئے تھے اور اس زمانے میں جرمنی میں جا کر فلسفے کی تعلیم حاصل کی تھی جب جرمنی فلسفے کا گڑھ تھا۔ انہوں نے اپنے فلسفہ خودی کو بھرپور طور پر اور بڑی قوت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس کی بنیاد پر ایک انتہائی گری ہوئی، مقہور اور بالکل برہنہ غلامانہ ذہنیت والی قوم کو اٹھایا ہے۔ ان کے قریبی مصاحبین اور شاگردوں میں سے سید نذیر نیازی کہتے ہیں کہ جب اقبال سے پوچھا گیا کہ آپ نے فلسفہ خودی کہاں سے حاصل کیا تو میں سمجھ رہا تھا کہ علامہ نطشے یا کسی اور مغربی فلسفی کا نام لیں گے۔ لیکن علامہ نے قرآن منگوایا، اس کو کھولا اور سورۃ الحشر کے آخری رکوع کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ﴾ ''اور (اے مسلمانو دیکھنا!) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا۔''

گویا اقبال جیسے بڑے فلسفی اور بے مثال دانشور کو بھی ساری دنیا کے فلسفے کھنگال لینے کے بعد اگر آخری پناہ گاہ میسر آئی وہ تو قرآن کی منزلیں تھیں۔

نہ کہیں جہاں میں اَماں ملی جو اَماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں!

آخری دور میں ان کے سرہانے کوئی اور کتاب نہیں ہوتی تھی سوائے قرآن کے۔ چنانچہ قرآن میں تذکر کے اعتبار سے ہدایات عام آدمی کے لیے جہاں بالکل واضح اور آسان ہیں وہاں تدبر کے اعتبار سے یہی کتاب انتہائی مشکل بھی ہے۔ بڑے سے بڑے فلسفی کی علمی پیاس بھی اگر بجھ سکتی ہے تو صرف قرآن سے۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے۔

چنانچہ قرآن کا حق ہے کہ اس پر دل سے ایمان لایا جائے، اس کو پڑھا جائے جیسے کہ اس کو پڑھنے کا حق ہے۔ سمجھا جائے جیسے کہ سمجھنے کا حق ہے۔ دو حقوق اور ہیں۔ ان شاء اللہ وہ ہم آئندہ پڑھیں گے۔ قرآن کے حقوق کے متعلق جاننا اور ان کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ اگر ہم حقوق ادا نہیں کریں گے تو اس کا انجام ہے بہت ہی خوفناک ہے۔ سورۃ الجمعہ میں فرمایا۔

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ﴾ ''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے پھر وہ اس کے حامل ثابت نہ ہوئے اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ۔''

قرآن مجید نے ہماری راہنمائی کے لیے جگہ جگہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے مثالیں دی ہیں۔ ان کا دین کے ساتھ طرزِ عمل، دین سے غفلت اور دوری، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نکل بھاگنے کا معاملہ اور پھر اس پر جو اللہ کی پکڑ آئی اور جو عذاب آئے ان سب کو تفصیل سے بیان کیا تا کہ ہمارے لیے راہنمائی کا اہتمام ہو اور ایک مثال سامنے آجائے کہ اگر ہم نے بھی وہی کچھ کیا یعنی ہم نے بھی قرآن کے حقوق کو نظرانداز کیا، دین سے بے وفائی اور غداری کی تو اس کا انجام یہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقوق کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

دنیا حقیقی عید سے محروم ہے!

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

سورۃ البقرہ کی آیت 185 میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، اس کا منشا اور ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، وَلَایُرِیْدُبِکُمُ الْعُسْرَ وہ تم کو مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا، یہ 30 یا 29 دن کے جو روزے ہیں، کوئی پہاڑ نہیں ہیں، یہ مسلسل چلتے ہیں، جلد ختم ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ﴾ اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اللہ نے تم کو ہدایت دی، اللہ نے ہدایت کی جو نعمت تم کو عطا فرمائی ہے، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ''اور تاکہ تم اس کا شکر کرو۔''

اللہ جل شانہ' نے اس آیت میں عید کا بھی ذکر کر دیا، عید کا نام تو نہیں لیا، لیکن عید کا مقصد اور عید کا وظیفہ، عید میں کرنے کا کام، یہ سب اس میں آ گیا، کہ جب اللہ تعالیٰ رمضان میں روزہ کی توفیق دے، رمضان آئے اور خیریت کے ساتھ، توفیق الٰہی کے ساتھ، دن کے روزوں کے ساتھ، رات کی عبادتوں کے ساتھ گزر جائے ﴿وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ﴾ اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اللہ نے ہدایت دی، ایمان واسلام کی دولت سے نوازا، اور پھر توفیق دی، اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوتی تو کہاں کا رمضان اور کہاں کا روزہ؟ دنیا میں پچاسوں قومیں ہیں، سیکڑوں قومیں ہیں، وہ اتنا جانتی ہیں کہ رمضان کا مہینہ مسلمانوں میں آتا ہے، جیسے ہمارے یہاں مہینہ آتا ہے۔ انہیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ کب رمضان آیا اور کب ختم ہو گیا؟ اور ان کے مہینوں اور رمضان میں کیا فرق ہے؟

تو پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی، ہم کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ جس نے ہمیں صحت دی، ایسی صحت جس سے روزہ رکھ سکیں، اور پھر اس کے بعد سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ توفیق دی، سب کا انحصار توفیق پر ہے، ساری چیزیں جمع ہیں مگر توفیق نہیں تو کچھ نہیں، یعنی روزہ رکھنے کے لیے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے، جوانی موجود، صحت موجود، اور روزے کے مسئلے معلوم، حکومت روکتی، قانون روکتا، یا ڈاکٹر ہی نے کہا ہوتا کہ تمہارے لیے روزہ رکھنا نامناسب ہے، نقصان دہ ہے، تو یہ بھی نہیں ہے، پھر روزہ کیوں نہیں ہو رہا؟ توفیق نہیں ہے۔

توفیق وہ چیز ہے جس کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں ہوسکتا، توفیق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا رحمت کا ارادہ کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا اس کے دل میں یہ خیال اور جذبہ ڈال دینا کہ یہ کام کرنا ہے۔ تمام رکاوٹوں اور موانع کو ہٹا دینا ہے، اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فیصلہ کرنا کہ یہ کام ہو۔ یہ شخص روزہ رکھے، نماز پڑھے، ان سب کے مجموعے کا نام توفیق ہے۔

آپ اپنے محلّہ میں دیکھیں گے کہ ماحول موجود، سارے اسباب موجود، شرائط موجود، فضا موجود، لیکن روزہ نہیں، اس لیے کہ توفیق نہیں، اب اللہ نے تم کو ساری چیزیں اور ساتھ میں توفیق بھی عطا فرمائی، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو ﴿وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ﴾۔

دنیا میں جتنے بھی خوشی کے تہوار ہیں، سب میں خوشی ہوتی ہے، یعنی اس میں جو فرائض ہوتے ہیں، روزمرہ کا جو معمول ہے، وہ بھی معاف ہو جاتا ہے، لیکن اسلام تنہا مذہب ہے کہ اس میں خوشی کے دن کام بڑھا دیا جاتا ہے، کام ایسا بھاری نہیں ہوتا کہ آدمی کہے کہ کام نہیں ہوتا نہیں؛ بلکہ کام ایسا مبارک ہوتا ہے، ترقی دینے والا ہوتا ہے، معقول ہوتا ہے اور انسانیت وشرافت کا ہوتا ہے۔ یہ جو عید کی دو رکعتیں آپ نے پڑھیں، وہ روزہ کی نہیں ہوتیں، ہاں کوئی اشراق و چاشت پڑھے، جو فرض و واجب نہیں ہیں، لیکن عید کی نماز بڑھا دی گئی۔ اور تہوار آپ دیکھیں گے تو اس میں عبادات معاف ہو جاتے ہیں، کوئی پوجا کرے یا نہ کرے، چرچ جائے نہ جائے، کرسمس ہے، چھٹی کا دن ہے، اور یہاں تو کام بڑھا دیا گیا کہ فجر کی نماز، پھر ظہر کی نماز، درمیان میں دوگانہ اور بڑھا لیں، یہ ہے اسلام میں شکر کا طریقہ۔

اس امت کو سبق یاد ہو گیا ہے، الحمدللہ! ساری امتیں سبق بھلا بیٹھیں، بات یہ ہے کہ روئے زمین میں کوئی امت ایسی نہیں جس کو سبق یاد ہو۔ تنہا یہ امت ہے جس کو سبق یاد ہے، کچا پکا جیسا بھی ہو۔ جب اس کو سبق یاد ہوا تو اس کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ اور اس کو اپنی اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس سے اس میں اضافہ ہوگا، کمی نہیں ہوگی۔

تو دو رکعت یہ، اور فطرہ الگ دینا پڑتا ہے۔ دوسرے ادیان کے تہواروں میں یہ نہیں، بلکہ وہاں تو کھاؤ پیو، وہاں معاملہ یک طرفہ اور یہاں لینے سے زیادہ دینا ہے، غریبوں کو فطرہ دو، اللہ کے سامنے دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھو، اور پھر تکبیر پڑھو، اور اللہ کا شکر ادا کرو ﴿وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ o﴾۔

عید ایسا تہوار ہے کہ امت کو اس میں چھٹی نہیں ملتی، اور اب ضرورت ہے کہ ہم مسلمان اپنے دین پر از سرِ نو قائم اور پختہ ہوں۔ اس دین کا ایسا مظاہرہ کریں، اور دین کا ایسا نمونہ پیش کریں، دنیا کے سامنے لائیں کہ دنیا کی بھی عید ہو جائے۔ بہت دن سے دنیا کی عید نہیں ہوئی ہے، دنیا عید سے محروم ہے، دنیا حقیقی عید سے محروم ہے، یہ سب جعلی باتیں ہیں، کہاں کا کرسمس، اور کہاں کی ہولی، دیوالی، لیکن دنیا کی حقیقی عید صدیوں سے نہیں ہوئی، اور پھر مسلمان مسلمان بن جائیں، دنیا کی عید ہو سکتی ہے، دنیا حقیقی عید کو ترس رہی ہے، نہ امن ہیں، نہ اخلاق ہیں، نہ انسانیت ہے، نہ شرافت ہے، نہ قدر شناسی ہے، نہ خدمت کا جذبہ ہے، نہ خدا کی یاد ہے، نہ خدا کی شناخت ہے، اور نہ پہچان ہے، کچھ نہیں ہے، کہاں کا تہوار، سارے تہوار جو ہیں، یہ بچوں کے سے کھیل ہیں۔ جیسے بچوں کی کوئی ذمہ داری نہیں، کھیلیں، کودیں، کھائیں، پئیں اور خوش وخرم رہیں، کچھ فکر نہیں، ایسے ہی دنیا کی قومیں بچوں کی طرح خوشیاں منا رہی ہیں، لیکن حقیقی خوشی نصیب نہیں۔

آج دنیا کو عالمی سطح پر ایک عید کی ضرورت ہے، وہ عید مسلمانوں کی کوشش سے ہی آ سکتی ہے، لیکن افسوس ہے کہ مسلمان خود اپنی عید کا شکر صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر پاتے اور اس کے معنی صحیح طور نہیں سمجھتے، آپ جہاں رہیں

ثابت کریں کہ آپ کوئی اور قوم ہیں۔ افسوس کہ اس کو آنکھ ترس رہی ہے۔ سب ایک جیسے، وہ بھی رشوت لیتے ہیں، ہم بھی رشوت لیتے ہیں، وہ بھی سود کھاتے ہیں، ہم بھی سود کھاتے ہیں، وہ بھی پیسہ کا پجاری ہے، بھوکا اور شائق ہے، یہ بھی پیسہ کا بھوکا، یہ بھی آرام طلب ہے، وہ بھی آرام طلب، اس کو بھی کسی کی فکر نہیں کہ دنیا میں کیا گزر رہی ہے، محلہ پڑوس میں کیا گزر رہی ہے، مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾ تم حقیقی مسلمان بنو گے، اللہ سے ڈرو گے، تو اللہ تمہیں شانِ امتیازی عطا فرمائے گا، دور سے پہچانے جاؤ گے، دیکھو مسلمان آرہا ہے۔

یہ حالت تھی قرونِ اولیٰ میں کہ ملک کے ملک مسلمان ہوئے مسلمانوں کو دیکھ کر۔ سمجھانے بجھانے میں، دلیل لانے، مطمئن کرنے میں تو برسوں لگ جاتے ہیں، تو کیا بات ہے؟ مصر پورا کا پورا مسلمان ہوگیا، تہذیب بدل گئی، رسم الخط بدل گیا، طور وطریق بدل گیا، اور اسی طرح کیا عراق پورا کا پورا مسلمان تھا؟ کیا شام پورا کا پورا مسلمان تھا؟ سب دوسرے ادیان کے ماننے والے تھے، عیسائی تھے، یہودی تھے، اور بت پرست تھے، زبانیں جداگانہ تھیں، اور کلچر بھی الگ، تو گویا کہ سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہو۔ ہندوستان میں یہ نہیں ہوا، جو لوگ آئے ان کے اندر یہ روح نہیں تھی جو عربوں میں تھی کہ وہ جہاں جاتے تھے پورا کا پورا ملک مسلمان بنا دیتے تھے، ساتھ کھانا، ساتھ پینا، اونچ نیچ سب ختم، سب انسان ہیں، کوئی فرق نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے: ''تمہارے باپ بھی ایک تھے، تمہارا رب بھی ایک، اب باپ بھی ایک، رب بھی ایک''۔

چنانچہ جہاں عرب گئے، وہاں دین بدل گیا، تہذیب بدل گئی، رسم الخط بدل گیا، لباس بدل گیا، زبان بدل گئی لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے یہاں ہندوستان میں آٹھ سو سال حکومت کی، مگر کوئی فرق نہیں ہوا، کوئی تبدیلی نہیں آئی، کیوں کہ ہم میں مساوات نہیں، ہم میں اخوت نہیں، یہاں حاکم ومحکوم کا فرق، اور وہاں حاکم ومحکوم کا فرق نہیں رہا، اللہ ہمیں آپ کو توفیق دے کہ ہم جہاں جائیں اسلام کا نمونہ پیش کریں، کچھ تو اسلام کا نمونہ پیش کریں، ہماری نگاہیں نیچی ہوں، نامحرم پر نظر نہ پڑے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝﴾ (الفرقان:63)

ہم اس طرح چلیں کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، ہم راستہ کے کانٹے ہٹائیں، ہم پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں، ہم ہمسایہ کیا، شہر میں کسی بھی رہنے والے کو تکلیف نہ ہونے دیں، ہم ضرورت پر مدد کرنے کو تیار رہیں۔ لوگ دیکھیں کہ پیسہ روپیہ ان کے نزدیک فیصلہ کن نہیں ہے، فیصلہ کن ارادۂ الٰہی ہے، فیصلہ کن حکم الٰہی ہے، یہ بڑی سے بڑی رقم چھوڑ سکتے ہیں، لاکھوں کی رقم پر لات مار سکتے ہیں، ٹھوکر مار سکتے ہیں، مگر اصول کے خلاف، شریعت کے خلاف نہیں جا سکتے۔ یہ نمونہ آج دکھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں اپنی جگہ پر بھی مسلمان بنائے، اور دوسروں کے لیے بھی ایسا پرکشش، جاذب نظر، قابل احترام مسلمان بنائے کہ لوگوں کے دل اسلام کی طرف کھنچیں اور بڑھیں۔

☆☆☆

دعائے مغفرت
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ ملتان غربی کے رفیق سعید احمد شیروانی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ ملتان کے منفرد رفیق تنظیم جناب مرزا ریاض بیگ کی ہمشیرہ وفات پاگئیں

☆ اسرہ غازی پور کے رفیق محمد ناصر بلوچ کے بھائی وفات پاگئے

☆ مقامی تنظیم چشتیاں کے ملتزم رفیق محمد افضل کے بڑے بھائی وفات پاگئے

☆ اسرہ غازی پور، ملتان کے رفیق مولوی محمد بلال کے چچا وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِىْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کردی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین

1 عربی صرف ونحو	2 ترجمۂ قرآن	3 آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4 قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی	5 تجوید و ناظرہ	6 مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7 اصطلاحاتِ حدیث	8 اضافی محاضرات	

نصاب (پارٹ II) برائے مرد حضرات

1 مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)	2 مجموعۂ حدیث	3 فقہ
4 اصولِ تفسیر	5 اصولِ حدیث	6 اصولِ فقہ
7 عقیدہ	8 عربی زبان وادب	9 اضافی محاضرات

نوٹ:
- کلاسز کا آغاز یکم اگست بروز سوموار سے ہورہا ہے
- خواہش مند خواتین وحضرات داخلہ کے لیے رابطہ کرسکتے ہیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

داخلہ کے خواہشمند یکم اگست تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem.org

ندیم سہیل
0322-4371473

نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے قیام کی ضرورت واہمیت

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

زیر نظر مضمون امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ''نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' کے لیے بصورت مقالہ مرتب کیا تھا۔ اس بھرپور کانفرنس کا انعقاد 16 مئی 2016ء کو آرٹس کونسل ہال، راولپنڈی میں کیا گیا۔ مقررین کی غیر معمولی تعداد اور وقت کی قلت کے باعث وہاں اس کے چیدہ چیدہ نکات ہی زیرِ گفتگو آ سکے۔ ذیل میں مکمل مضمون ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمدللّٰہ و کفٰی والصلاۃ والسلام علٰی عبادہِ الذین اصطفٰی خصوصًا علٰی افضلھم و خاتم النبیین محمد الامین و علٰی الہٖ و صحبہ اجمعین

نہایت قابلِ احترام صدرِ مجلس، علماء کرام، عمائدین ملت اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آج اس نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے منتظمین حضرات اور سامعین کو مبارک دیتے ہوئے کچھ عجیب سا محسوس کر رہا ہوں۔

میری الجھن کا سبب یہ ہے کہ میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ آپ حضرات کو اس بابرکت کانفرنس کے انعقاد پر ہدیۂ تبریک پیش کروں یا اس حوالے سے اپنی قومی بدقسمتی، نااہلی، اور مجرمانہ غفلت کا ماتم کروں؟

اس لیے کہ آج اس کانفرنس کا انعقاد یہ بتا رہا ہے قیام پاکستان کو قریباً ستر برس گزر جانے کے بعد آج بھی ہم یہاں مسلمانانِ پاکستان کو یہ بتانے اور سمجھانے کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر بنا، جس کا قیام اللہ کی خصوصی غیبی تائید کا مرہونِ منت ہے اور جس کے لیے لاکھوں جانوں کی قربانی دی گئی، جہاں 95 فیصد سے زیادہ آبادی مسلمانوں کی ہے، ہمیں اب اس ملک میں اسلامی نظام یعنی نظام مصطفیٰ ؐ کے قیام و نفاذ کے لیے تحریک چلانی چاہیے۔ سچی بات یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی دنیا کی اس منفرد اور مقدس ریاست کے حوالے سے ہمارا پہلا اور مقدم ترین کام یہ ہونا چاہیے تھا کہ انگریز کے بنائے ہوئے باطل نظام کی بساط لپیٹ کر نظام مصطفیٰ ﷺ کو قائم و نافذ کرتے۔ یاد رہے کہ انگریز اُس وقت پوری دنیا کی باطل اور طاغوتی قوتوں کا امام تھا، اس کے بنائے ہوئے طاغوتی نظام کو جسے جبراً مسلمانانِ برصغیر پر مسلط کیا گیا تھا، جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور اس کی جگہ اللہ کے عطا کردہ سچے عادلانہ نظام جس کا دوسرا نام نظام مصطفیٰ ﷺ ہے، کو رائج اور نافذ کرنے کو اپنی ترجیح اوّل بنانا ہماری اہم ترین قومی، ملی اور دینی ذمہ داری ہونی چاہیے تھی۔ لیکن اس اہم ترین قومی، دینی معاملے میں ہماری مجرمانہ غفلت کا یہ عالم ہے کہ آج ستر سال گزرنے کے باوجود بھی نظام مصطفیٰ ؐ سے محرومی کے اعتبار سے ہم کم و بیش اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں انگریز ہمیں چھوڑ کر گیا تھا۔

المیہ یہ ہے کہ ہم نے اس کے مسلط کردہ ظلم و جبر پر مبنی باطل نظام کی حفاظت ایک مقدس امانت جانتے ہوئے دل و جان سے کی ہے لیکن المیہ کی انتہا یہ ہے کہ ہمیں اپنے اس جرم عظیم کا احساس تک نہیں ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

غور طلب بات یہ ہے کہ گزشتہ ستر سالوں میں اگر نظام مصطفیٰ ؐ کا نفاذ نہیں کیا گیا تو یہ جرم کس کا ہے! رکاوٹ کون بنا ہوا ہے؟ یقیناً حکمران طبقہ اس حوالے سے سب سے بڑا مجرم ہے، لیکن درجہ بدرجہ پوری قوم مجرم ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

میں انتہائی واشگاف الفاظ میں نہایت درد دل کے ساتھ یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ ہمارا یہ طرزِ عمل رب کائنات اور اس کے رسول ﷺ سے بے وفائی ہی نہیں، صریحاً غداری پر مشتمل ہے۔ یہی وہ جرم عظیم ہے جس کی پاداش میں سابقہ مسلمان امتوں کو مغضوب علیھم اور ضالین قرار دیا گیا اور دنیا میں ذلت اور مسکنت کا عذاب ان پر مسلط کر دیا گیا۔ ذرا سوچیے، کیا مسلمانوں سے اللہ کا یہ وعدہ نہیں ہے کہ:

﴿وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۹﴾﴾ (آل عمران:139)

''اے مسلمانو! تم ہی (دنیا میں بھی) غالب و سربلند رہو گے اگر تم (فکر و عمل کے اعتبار سے) واقعی مومن ہوئے۔''

یہ امرِ واقعہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کا اجتماعی نظام بحیثیت مجموعی اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع رہا، مسلمان پوری دنیا میں غالب و سربلند رہے۔ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ساری دنیا میں ذلت و خواری آج مسلمان کا مقدر نہیں ہے؟

سورۃ مائدہ میں تکمیل دین کے اعلان کے بعد اسی سورہ مبارکہ میں فرمایا گیا:

﴿اَفَحُکۡمَ الۡجَاہِلِیَّۃِ یَبۡغُوۡنَ﴾ (آیت:50)

کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟ کیا مسلمانانِ پاکستان آزادی اور ریاستی خودمختاری ملنے کے بعد اب بھی اللہ کے دشمن انگریز کے جاہلانہ طاغوتی نظام کی حکمرانی چاہتے ہیں؟ اور اسی سورۃ مائدہ کے ساتویں رکوع میں مسلمانوں کو شدید انداز میں تنبیہ کی گئی ہے:

﴿وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾﴾ (آیت:44)

جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں، یعنی ملکی اور ریاستی امور میں اللہ کے عطا کردہ قوانین اور ضابطوں کو اختیار نہ کریں، وہی تو کافر ہیں ——— یہ آیت بتا رہی ہے کہ آج اللہ کی نگاہ میں ہمارا اصل مقام کیا ہے۔ انگریز کا بنایا ہوا طاغوتی نظام ہمیں زیادہ عزیز ہے اللہ کے عادلانہ نظام کے مقابلے میں!

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

دنیا کی اقوام میں آج ہمارا کیا مقام ہے؟ ایٹمی قوت کے حامل پاکستان کو آج کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے؟ خوابوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت پسندانہ خود احتسابی کی ضرورت ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب!

اللہ نے تو ہمیں آزادی کی نعمت کے ساتھ دنیا کی تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں، یہاں تک کہ ہمیں ایٹمی قوت بھی عطا کر دی ہے۔ جواباً ہم نے جب قومی سطح پر اللہ کے عطا کردہ دین یعنی نظام مصطفیٰ ؐ سے مسلسل انحراف کی روش اختیار کی اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بے وفائی کی انتہا کر دی تو آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟

آدھا ملک ہم گنوا چکے ہیں۔ معاشی طور پر ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام ہیں۔ سیاسی سطح پر بھی حقیقت میں ہم غلام ہیں۔ ہمارے ملک میں اختیار و اقتدار کس کو ملتا ہے، کب تک ملتا ہے، یہ فیصلے آسمان واشنگٹن میں ہوتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ امن و امان کے حوالے سے ہمارا ملک برس ہا برس سے بارود کے ڈھیر پر ہے۔ پاکستان میں بسنے والی ایک مسلمان قوم بے شمار قومیتوں اور مسلکوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہے۔ سیاسی، لسانی، مذہبی اور علاقائی بنیادوں پر ٹارگٹ کلنگ اور قتل و غارت گری عرصہ دراز تک ہمارا معمول بنا رہا۔ اب وقتی طور پر قدرے کمی آئی ہے، لیکن کس قیمت پر؟ اور تابہ کے؟ بے لگام مہنگائی اور بے روزگاری کے باعث غربت مسلسل بڑھ رہی ہے۔ عدالتی نظام فرسودہ، بے معنی اور غیر موثر ہے۔ عوام کی ایک عظیم اکثریت کو بنیادی ضروریات زندگی میسر نہیں۔ کرپشن کا سرطان اعلیٰ ترین سطح سے گراس روٹ لیول تک اپنی جڑیں جما چکا ہے۔ پورا اجتماعی نظام گل سڑ چکا ہے۔ چنانچہ دنیا ہمیں ایک Failed Nation کے طور پر پہچانتی ہے۔

دہشت گردی کے حوالے سے دنیا میں ہماری ذلت و خواری الگ ہے۔ بم دھماکا بالی کے جزیرے میں ہو، انگلینڈ میں ہو، امریکہ میں ہو یا فرانس میں، انگلی پاکستان ہی کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔

مختصراً یہ کہ آزادی جیسی نعمت ملنے کے بعد بھی جب ہم نے اللہ اور اس کے دین سے بے وفائی کی روش اختیار کی تو اللہ نے بھی ہمیں اپنی رحمت، نصرت اور حمایت سے محروم کر دیا۔ چنانچہ خسر الدنیا کا نقشہ تو ہم دیکھ رہے ہیں، شدید اندیشہ ہے اس جرم عظیم پر آخرت کا خسارہ بھی ہمارا مقدر بنے گا۔ اعاذنا اللہ من ذٰلک

آخری بات عرض کروں گا۔ جس نظام مصطفیٰ ؐ کے قیام کی ضرورت و اہمیت پر آج اظہار خیال کیا جا رہا ہے، وہ دنیا میں اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے تو ہے ہی، حقیقت یہ ہے کہ وہ دنیا میں رحمت للعالمین ﷺ کی ''رحمۃ للعالمینی'' کا سب سے بڑا مظہر بھی ہے۔ یہ نظام کامل امن و امان کو یقینی بناتا ہے۔ اس نظام کی برکات میں رزق کی فراوانی کا ذکر خصوصیت سے قرآن میں ملتا ہے۔ یہ نظام ہر سطح پر ظلم و استحصال کا مکمل خاتمہ کرتا ہے۔ یہ نظام تمام رعایا کی بنیادی ضروریات کا ضامن اور کفیل ہے۔ یہ نظام سیاسی، معاشی اور معاشرتی ہر سطح پر حقیقی عدل و انصاف فراہم کرتا ہے۔ اس نظام کی برکات کی ہر اعتبار سے زندہ اور عملی مثال دور خلافت راشدہ ہے۔ تاریخ کے صفحات اس بات پر گواہ ہیں کہ اُس زمانے میں معاشی خوشحالی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ لوگ زکوٰۃ لیے پھرتے تھے لیکن لینے والا نہیں ملتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نظام کی برکات کو دیکھ کر ہی چند سالوں میں کروڑوں لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان پر یہ بات منکشف ہو گئی تھی کہ اسلام ہی واقعتاً سچا دین ہے اور آپ ؐ واقعی محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین ہیں —— اور ہماری بدنصیبی دیکھیے کہ خود کو اس عظیم ترین رحمت اور نعمت سے محروم کر رکھا ہے اور پھر شکوہ کرتے ہیں کہ۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

حاصل کلام یہ ہے کہ نظام مصطفیٰ کا قیام ہی ہم اہلِ پاکستان کے تمام مسائل کا حل ہے۔ ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اس کے ساتھ مشروط ہے۔ دین سے بے وفائی اور غداری کے باعث آج مسلمانان عالم اللہ کی رحمت اور نصرت سے محروم ہیں۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کا قیام ہی آج ہمارے دکھوں کا مداوا ہے۔ اسی کے نتیجے میں ہم اللہ کی نصرت و رحمت کے حقدار بن سکیں گے۔ بقول اقبال۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

آخر میں میں آپ سب حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے نہایت قابل احترام قائدین ملت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پہلے ہی بہت دیر کر دی ہے۔ ستر برس گزار دیے ہیں۔ اب اصل کام یہ کرنے کا ہے کہ اکابرین ملت سر جوڑ کر بیٹھیں اور سنجیدگی سے اس ایشو پر غور کریں کہ ملک خداداد پاکستان میں اس نظام کے قیام کے لیے آج موثر طریق کار کیا ہو سکتا ہے —— اور پھر جو راستہ باہمی مشاورت سے طے ہو، اس پر بلا تاخیر اجتماعی جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے۔ السعی منا و الا تمام من اللہ

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ'' میں

17 تا 23 جولائی 2016ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 055-3891695 / 0300-7478326 / 0300-7446250

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36366638-36316638(042)

حکمرانوں کے آئے دن کرپشن کے اسکینڈلز سامنے آتے رہتے ہیں، اس لیے عوام حکومت کو نہ ٹیکس دیتے ہیں اور نہ زکوٰۃ۔ کیونکہ ان کو پاکستانی حکمرانوں پر اعتماد نہیں ہے۔ جو ادارے قرآن کے بتائے ہوئے مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے مصارف پر خرچ کرتے ہیں تو انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں: ایوب بیگ مرزا

زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال :شریعت کی رو سے لفظ زکوٰۃ کی Definition کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا :زکوٰۃ کا لفظ تزکیہ سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے پاک ہونا، پاک کر دینا۔ جیسے روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے، روزہ رکھنے سے انسان کی روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مال کی پاکیزگی کے لیے زکوٰۃ رکھی ہے۔ اگرچہ قرآن پاک میں زکوٰۃ کی شرح طے نہیں کی گئی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا جب تک ہم قرآن کے ساتھ سنت اور حدیث کو نہ لیں۔ قرآن کی جو تفسیر نبی اکرم ﷺ نے کی ہے وہی دین ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فیصد مقرر کی ہے جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ صدقہ و خیرات کی کوئی حد نہیں ہے۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ آدمی زکوٰۃ دینے سے سخی نہیں کہلاتا۔ زکوٰۃ دے کر تو اس نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ یہ تو اس غریب کا حق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں رکھا تھا۔ یعنی اس نے زکوٰۃ دے کر اپنے مال کو پاکیزہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ زکوٰۃ خود جا کر ادا کرنی چاہیے۔ مستحقین کو بلا کر دینا پسندیدہ عمل نہیں ہے اور نہ ہی مستحق کو حقیر جاننا چاہیے بلکہ اس کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ یہ اس کا حق تھا اور آپ کے ذمہ قرض تھا۔ اس لیے سخی کہلانے کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد صدقات و خیرات بھی کرتا ہو۔

سوال : کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟

ایوب بیگ مرزا :سونا ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام)، چاندی ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام)، نقدی اور سامانِ تجارت (چاندی کے نصاب کے برابر یا زائد جس مال پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ نقد رقم خود فرد کے پاس ہو یا کسی بنک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں پڑی ہو، قرض دی گئی یا بطور امانت رکھی گئی رقم، شیئرز اور (دوکان، زمین، کامپلیکس وغیرہ کا) کرایہ بھی شمار ہوگا۔ ان چار اموال کے سوا باقی کسی مال پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ لہٰذا کارخانوں کا منجمد اثاثہ (مشینری وغیرہ)، ٹریکٹر، ٹیوب ویل، ذاتی استعمال کی گاڑی، گھر، دوکان یا نرسری وغیرہ بنانے کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ، فریج اور دوسرے گھریلو استعمال کے سامان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال :کیا ہیرے جواہرات پر بھی زکوٰۃ ہے اگر نہیں ہے تو کیوں؟

ایوب بیگ مرزا :ہیرے جواہرات اگر تجارت کی غرض سے رکھے ہوئے ہیں تو وہ سرمایہ کہلائیں گے اور اس پر زکوٰۃ ہے لیکن اگر وہ محض نمود و نمائش کے لیے رکھے ہوئے ہیں تو یہ مالِ نامی کہلائیں گے۔ نامی لفظ نمو سے نکلا ہے یعنی دکھاوے اور نمائش کی چیز اور اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سوال :جیولری بھی نمود کے لیے ہی ہوتی ہے جس کو خواتین زیب تن کرتی ہیں۔ اگر ساڑھے سات تولے سے زائد ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ کیا ہیرے جواہرات کی بھی کوئی حد ہے؟

ایوب بیگ مرزا:ہیرے جواہرات کا استعمال صحابہؓ کے دور میں اس طرح کا نہیں تھا جیسا اب ہے۔ لہٰذا علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ اگر تو یہ مال نامی ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن اگر تجارت کے لیے ہیں اور ساڑھے سات تولہ سونا سے زائد مالیت کے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی۔

سوال : ایسی جیولری جو بچیوں کی شادی کے لیے پہلے سے خرید کر رکھی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اگر ساڑھے سات تولے سونے سے زاید ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

سوال :ایک گھر میں تین بچیاں ہیں۔ ان کی والدہ نے ان بچیوں کے لیے چھ چھ تولے سونا رکھا ہوا ہے تو ان سب پر زکوٰۃ ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا:جب والدہ نے اپنی بچیوں کو اس سونے کا مالک بنا دیا تو اب بچیاں ہی اسے استعمال کر سکتی ہیں، والدہ اس سونے سے استفادہ نہیں کر سکتی اور چونکہ ہر بچی کے پاس سونا نصاب سے کم ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سوال :سونے چاندی اور دیگر چیزوں کی قیمت فروخت پر زکوٰۃ دینی ہوگی یا قیمت خرید پر؟

سوال :جس دن زکوٰۃ ادا کی جا رہی ہے اس دن اس کا جو مارکیٹ ریٹ ہوگا اس کے مطابق ہی زکوٰۃ ادا کی جائے گی؟

سوال :مستحقین زکوٰۃ کون کون ہیں یعنی زکوٰۃ کس کس کو دی جا سکتی ہے؟

سوال :قرآن نے آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ کا مستحق قرار دیا ہے۔ ان میں فقراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مقروض، مسافر اور مجاہدین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کی تالیف قلب کے لیے بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ اگر کسی کو تاوان ادا کرنا پڑ رہا ہو اور تنگ دست ہو تو اس کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ یہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

سوال:categorically فرمایئے کہ زکوٰۃ کس کس کو نہیں دی جا سکتی؟

ایوب بیگ مرزا : بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جس کا شمار ان آٹھ میں نہ ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ خاص طور پر سادات خاندان کے کسی فرد کا شمار اگر ان آٹھ میں ہو بھی تو اسے نہیں دی جا سکتی۔

سوال: سادات کے مستحقین زکوٰۃ نہ ہونے میں کیا حکمت ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دینے والا ہاتھ اوپر اور لینا والا نیچے ہوتا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کے خاندان کا بہت زیادہ احترام پیش نظر تھا۔ اسی لیے اس خاندان کے لیے زکوٰۃ نہیں رکھی گئی لیکن اگر سادات میں سے کوئی غریب ہے تو اس کو صدقہ وخیرات دیئے جاسکتے ہیں۔

سوال: اپنے بچوں، بھائیوں اور بہنوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

سوال: اپنے زیر کفالت افراد جن میں بچے، بہن، بھائی، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں جو بھی شامل ہوں ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

سوال: بہت سارے ادارے (کینسر ہسپتال وغیرہ) زکوٰۃ کی رقم پبلسٹی پر بھی لگا رہے ہیں؟

سوال: خیراتی ادارے دو طرح کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ ایک زکوٰۃ کے نام سے اور ایک خیراتی ادارے کی حیثیت سے۔ اگر وہ خیرات کے پیسے پبلسٹی پر اور زکوٰۃ کے پیسے مستحقین زکوٰۃ پر لگاتے ہیں پھر تو ٹھیک ہے۔ البتہ پبلسٹی میں بھی دینی شعائر کا لحاظ رکھنا ہوگا لیکن اگر آپ زکوٰۃ لے کر اس میں سے صرف پبلسٹی کرتے رہیں تو یہ طریقہ کار ٹھیک نہیں ہے۔

سوال: زکوٰۃ کے حوالے سے اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ کا کیا concept ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مثال کے طور پر ایک دوکاندار ہے اس کے پاس سٹاک ہے، نقد ہے، زیور ہے جو وہ ظاہر بھی کرتا ہے تو وہ مال ظاہر ہے۔ لیکن کچھ مال اس نے اپنے گھر میں رکھا ہے تو وہ مال باطنہ ہے۔ ایک اسلامی ریاست کے عاملین زکوٰۃ (زکوٰۃ وصول کرنے والے) کو حکم ہے کہ وہ صرف مال ظاہر پر زکوٰۃ وصول کریں۔ اگر کوئی چیز کسی نے چھپا کر رکھی ہے تو یہ اس کے ایمان کا معاملہ ہے۔ اس کی پکڑ اس کو اللہ کی طرف سے ہوگی عاملین کا کام نہیں ہے کہ وہ تجسس کریں یا چھاپہ ماریں اور دیکھیں کہ اس نے کیا چھپایا ہوا ہے۔

سوال: بزنس مین کے پاس دو طرح کا مال ہوتا ہے raw material اور finished goods زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: زکوٰۃ اصل میں سرمائے پر ہے۔ اب سرمایہ کبھی خام مال کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور کبھی تیار مال کی۔ مثال کے طور پر آپ کے پاس دس لاکھ روپے نقد پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے کپڑا بنانے کا دھاگہ خرید لیا۔ اب وہ خام مال ہے یعنی وہ دس لاکھ روپیہ دھاگے کی شکل اختیار کر گیا۔ اس پر زکوٰۃ لگے گی۔ کیونکہ وہی دھاگہ جب آپ فروخت کریں گے تو وہ پھر سرمایہ بن جائے گا۔ لہٰذا مال چاہے وہ raw material ہو چاہے finishing items ہوں دونوں پر زکوٰۃ ہے کیونکہ وہ سرمائے کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔

سوال: کیا زکوٰۃ کسی ٹیکس کا نعم البدل ہو سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: زکوٰۃ ٹیکس کا نعم البدل تو نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے ہاتھ زکوٰۃ لینے کے بعد بندھ نہیں جاتے۔

> بینک سیونگ اور فکس اکاؤنٹس اور انشورنس کی رقوم سے زکوٰۃ کاٹتے ہیں جو شرعی نقطہ نگاہ سے تمام سودی کاروبار ہیں۔ جب شریعت میں حرام مال پر زکوٰۃ جائز نہیں تو بینکوں کا کوئی حق نہیں کہ وہ ان رقوم سے زکوٰۃ کاٹیں۔

سوال: اگر اسلامی حکومت کے اخراجات وصول شدہ زکوٰۃ سے بڑھ جائیں تو وہ کوئی اضافی ٹیکس لگا سکتی ہے؟

سوال: جی بالکل۔ اسلامی حکومت مختلف چارجز کے نام سے ٹیکس لگا سکتی ہے۔ لیکن ایک اسلامی فلاحی ریاست سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ لوگوں کے ساتھ ظلم کرے گی۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ حکمران اسے اپنی عیاشیوں کے لیے اسے استعمال کرنا شروع کر دیں۔ مشکل حالات میں اسلامی حکومت اضافی ٹیکس لگا سکتی ہے لیکن زکوٰۃ کی شرح نہیں بڑھا سکتی۔ یہ ٹیکس عارضی ہونا چاہیے یعنی حکومت کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ ٹیکس ختم ہو جانا چاہیے۔

سوال: کیا تاریخ اسلامی میں ایسی کوئی مثال موجود ہے کہ اسلامی حکومت نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی ٹیکس لگایا ہو؟

سوال: میرے علم میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے۔ البتہ یہ باقاعدہ علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر اسلامی حکومت کو زکوٰۃ کے 8 مصارف کے علاوہ پیسوں کی ضرورت ہے تو وہ الگ سے ٹیکس لگا سکتی ہے۔

سوال: دیکھنے میں آیا ہے کہ بینکوں کے کھاتے دار زکوٰۃ کے ڈر سے رمضان سے قبل اربوں روپیہ بینکوں سے نکلوا لیتے ہیں۔ یہ حکومت کی credibility کا ایشو ہے یا اس کی کوئی اور وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ حکومت اور حکومت کی رٹ کا معاملہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ بھی ہے کہ بینک سیونگ اور فکس اکاؤنٹس اور انشورنس کی رقوم سے زکوٰۃ لیتے ہیں جو شرعی نقطہ نگاہ سے تمام سودی کاروبار ہیں۔ جب شریعت میں حرام مال پر زکوٰۃ جائز نہیں تو بینکوں کا کوئی حق نہیں کہ وہ ان رقوم سے زکوٰۃ کاٹیں۔ مثلاً ایک بنک سود دے کر آپ کے دس ہزار کو 12 ہزار کر دیتا ہے۔ پھر اس 12 ہزار پہ آپ سے زکوٰۃ لے لیتا ہے تو یہ کونسی زکوٰۃ ہے؟

سوال: ایک اکاؤنٹ ہولڈر نے اپنی حلال کی کمائی اپنے اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی ہے جس پر زکوٰۃ تو ویسے بھی اُس نے دینی ہے۔ بینک جبراً اس کی زکوٰۃ کاٹ لے تو اس میں کیا حرج ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر حلال کی کمائی ہے تو اسے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھیں۔ اگر وہ سیونگ یا فکس میں رکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ سود کھانا چاہتے ہیں اور سود پر زکوٰۃ دینی نہ دینی برابر ہے۔ ایسی زکوٰۃ حکومت کے کسی کام تو آسکتی ہے لیکن اکاؤنٹ ہولڈر کو اس کا کوئی فائدہ ہے نہ ثواب۔ بلکہ اُلٹا عذاب ہے کیونکہ وہ حلال کی کمائی میں سود کی شکل میں حرام ملا رہا ہے۔ زکوٰۃ تو نام ہے اپنے مال کو پاکیزہ کرنے کا جبکہ سودی مال کیسے پاکیزہ ہوگا؟ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ نہ ان کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے اور نہ اُنہیں اس کا اجر ملتا ہے بلکہ الٹا سودخوری پر عذاب کے مستحق ہوں گے۔

سوال: یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کٹنے سے پہلے جو لوگ اکاؤنٹس سے رقوم نکال لیتے ہیں وہ ٹھیک کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ کہہ کر ہم حکومت کی رٹ کو تو چیلنج نہیں کرنا چاہتے۔ البتہ یہ بات ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کی زکوٰۃ کٹتی ہے تو اس سے ان کی زکوٰۃ قطعی طور پر ادا نہیں ہوتی اور سود لینے کا جرم بھی قائم رہے گا۔

سوال: اگر حکومتی سطح پر زکوٰۃ عشر کی proper collection & disbursment کی جائے تو کیا کسی اور ٹیکس کی ضرورت رہے گی؟

ایوب بیگ مرزا: آج ہماری ساری معیشت کی بنیاد سود پر ہے جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے رسولؐ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اسی سودی معیشت کی بنیاد پر سارے منصوبے بن رہے ہیں۔ لوگوں کے علم میں ہے کہ سودی نظام کے تحت زکوٰۃ دینا جائز نہیں

ہے تو وہ نہیں دیتے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ وہ آدمی جو حکومت کو دس ہزار روپے ٹیکس دینے کے لیے ہیر پھیر کرتا ہے وہ مستحقین کو لاکھ روپے زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

سوال: ایسا کیوں ہے کہ لوگ گورنمنٹ کو تو پیسے نہیں دیتے حالانکہ گورنمنٹ ترقیاتی کام کرواتی ہے لیکن مستحقین کو زکوٰۃ دے دیتے ہیں؟

سوال: یہ عدم اعتماد کا معاملہ ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں حکومتی ارکان اور لیڈران کے ہر دوسرے دن سکینڈلز سامنے آ رہے ہیں۔ جب کسی کے سامنے یہ بات آتی ہے کہ ہمارے وزیر اعظم نے اتنے ارب جمع کیے ہیں یا کسی وزیر نے اتنے پیسوں کی کرپشن کی ہے تو وہ دس ہزار ٹیکس دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا کیونکہ اس کے خیال میں یہ غلط استعمال ہو جائے گا۔ لیکن دوسری طرف اسے معلوم ہے کہ میں مسلمان ہوں اور زکوٰۃ مجھ پر فرض ہے۔ لہٰذا وہ قرآن کے بتائے ہوئے آٹھ مصارفینِ زکوٰۃ کی خود شناخت کر کے ان کو زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے۔ جب اس کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ پیسے دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت پاکستانی شہری زکوٰۃ و خیرات کے معاملے میں اپنی شرح آمدنی کا لحاظ رکھتے ہوئے دنیا میں سرفہرست ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ سرکاری اداروں کی بنسبت پرائیویٹ خیراتی اداروں کو زکوٰۃ زیادہ دیتے ہیں کیونکہ اصل معاملہ اعتماد کا ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ پورا اجر دے گا جبکہ حکمرانوں پر ان کا اعتماد نہیں ہے۔

سوال: زکوٰۃ رمضان میں ہی کیوں ادا کی جاتی ہے۔ کسی اور مہینے میں کیوں نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: رمضان سال کا افضل ترین مہینہ ہے۔ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور اسی مہینے میں وہ رات بھی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ اتنا افضل مہینہ ہے کہ اس میں ہر نیکی کا اجر اللہ کئی گناہ بڑھا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک رمضان کی فرض نماز کا ثواب غیر رمضان کی 70 نمازوں کے برابر ہے اور رمضان کی نفلی نمازوں کا اجر غیر رمضان کی فرض نمازوں کے برابر ہے۔ اس لیے لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ رمضان کے مہینے میں دیں گے تو ہمارے اجر میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا اور ان کی یہ سوچ بالکل درست ہے۔

سوال: کچھ لوگ ایسے ہیں جو یکمشت سال بعد اڑھائی فیصد اپنے مال میں سے نہیں نکال سکتے۔ ان کے لیے شریعت کیا راہنمائی دیتی ہے کہ انہوں نے زکوٰۃ کیسے ادا کرنی ہے؟

سوال: اس کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک وقت فکس کر لیں جس میں وہ کل مال کی قیمت کا اندازہ لگائیں۔ مثال کے طور پر رمضان میں ہی کسی کے پاس 10 تولے سونا پڑا ہے۔ فرض کریں اس کے سونے کی قیمت پانچ لاکھ ہے۔ اگر وہ یکمشت زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا ہے تو وہ اس کو اپنے پاس نوٹ کر لے کہ یکم رمضان یا 10 رمضان کو میرے مال کی اتنی قیمت تھی اور اس پر اتنی زکوٰۃ بنتی تھی۔ اس کو وہ سال کے اندر اندر قسطوں میں ادا کر دے۔

سوال: جس کو زکوٰۃ دی جا رہی ہے اس کو بتانا ضروری ہے کہ میں اپنی زکوٰۃ دے رہا ہوں؟

> **جو لوگ اپنے مال کی محبت میں زکوٰۃ نہیں دیتے انہیں جان لینا چاہیے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے اور کفن کی جیبیں نہیں ہوتیں۔**

سوال: یہ بتانا تو ضروری نہیں ہے لیکن اگر یہ مسئلہ پیدا ہو جائے کہ آپ یہ فیصلہ نہ کر پا رہے ہوں کہ یہ مستحق ہے یا نہیں ہے۔ آپ کو وہ بتا تا بھی نہیں ہے تو کسی طریقے سے اس سے پوچھا جا سکتا ہے اور اس کے مطابق پھر اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے ہیں۔ البتہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے زکوٰۃ کے پیسے دے رہا ہے اور وہ اپنے بارے میں یہ رائے رکھتا ہے کہ میں زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہوں تو پھر اس کو واضح انداز میں بتا دینا چاہیے کہ میں زکوٰۃ نہیں لوں گا۔

سوال: کچھ ادارے ایسے ہیں جو زکوٰۃ کی اپیل کرتے ہیں لیکن ہمیں پتا ہے کہ یہ مصارف زکوٰۃ پر خرچ نہیں کر رہے تو ایسے اداروں کو زکوٰۃ دینا جائزہ ہے؟

سوال: ظاہر ہے کہ بالکل نہیں۔ اگر وہ قرآن کے بتائے ہوئے مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ کسی مصارف پر خرچ کرتے ہیں تو انہیں زکوٰۃ ہرگز نہیں دینی چاہیے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے تارکین زکوٰۃ کے خلاف جہاد بھی کیا۔ تارک زکوٰۃ کے لیے قرآن و حدیث میں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

سوال: نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت سمیت بہت سے فتنے کھڑے ہو گئے تھے جن میں سے ایک منکرینِ زکوٰۃ کا فتنہ بھی تھا۔ مسئلہ اتنا گھمبیر ہو گیا کہ حضرت عمر ؓ جیسے اولالعزم صحابی بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو مشورہ دے رہے تھے کہ فی الحال آپ باقی محاذوں پر جنگ کر لیں، منکرین زکوٰۃ کے خلاف ابھی کوئی اقدام نہ کریں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کمال کا جواب دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں جو شخص زکوٰۃ میں اونٹ کے ساتھ اس کی رسی بھی دیتا تھا آج اگر وہ رسی دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف بھی جنگ کروں گا۔ قرآن پاک میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں ساتھ زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔ لہٰذا اسلام میں جس فرض کی اتنی اہمیت ہے اس کو ترک کرنا اتنا ہی بڑا جرم ہوگا۔ فرض کا تارک گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ قرآن میں اللہ اسے عذاب الیم کی وعید سناتا ہے اور ایک جگہ پر یہ ارشاد بھی ہے کہ جس نے دولت کی محبت میں زکوٰۃ نہیں دی اور اس دولت کو اپنے پاس جمع کیے رکھا۔ اسی کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کے جسم پر لگایا جائے گا۔ یہ عذاب الیم کی وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، نہ وہ غور کرتے ہیں کہ ان کے ذمہ کتنا بڑا قرض ہے۔ ہر صاحب نصاب شخص مستحقِ زکوٰۃ کا مقروض ہے جب تک وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کر دے۔ جو لوگ اپنے مال کی محبت میں زکوٰۃ نہیں دیتے انہیں جان لینا چاہیے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ مال و متاع یہیں رہ جائے گا اور کفن کی کوئی جیبیں نہیں ہوتیں۔

سوال: ایک شخص صاحب نصاب ہے اور اس کے پاس حلال کی کمائی ہے۔ اگر وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کی کمائی اس کے لیے حلال ہے یا حرام؟

جواب۔: زکوٰۃ ادا کرنے کا مطلب ہے اپنے مال کو پاک کرنا۔ اگر کوئی صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اب اس کا مال پاکیزہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

واپڈا ٹاؤن تنظیم کے ملتزم رفیق ظہیر الدین بابر کے بڑے بھائی محمد رفیق ملک لندن میں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ، عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

علمِ دین کے فضائل و برکات

مولانا حافظ مشتاق احمد

علم سے مراد علم دین ہے اس لیے کہ وہی اصل علم ہے ورنہ دنیاوی علم کوئی علم نہیں بلکہ باقی فنون کی طرح وہ بھی ایک ہنر وفن ہے۔ افسوس کہ مسلمان علم دین نہیں سیکھتے وہ ناول، ڈائجسٹ، فحاشی وعریانی پر مبنی لٹریچر پڑھتے ہیں، وی سی آر، ٹی وی، فلم، ڈرامے، تھیٹر، سینما دیکھتے ہیں مگر افسوس کہ وہ دین کا ضروری علم بھی نہیں سیکھتے حالانکہ دین کا ضروری علم سیکھنا ہر مسلم مرد وعورت پر فرض ہے۔ تاجر پر فرض ہے کہ وہ تجارت کے مسائل سیکھے۔ ملازم پر ضروری ہے کہ وہ ملازمت سے متعلق مسائل سیکھے۔ کسان پر فرض ہے کہ وہ کھیتی باڑی سے متعلق مسائل سیکھے۔ اسی طرح عورت پر فرض ہے کہ وہ گھریلو مسائل سیکھے۔ حلال وحرام کو پہچانے۔ پھر اس علم دین کے سیکھنے کے فوائد وفضائل بے شمار ہیں جو قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ سب سے پہلے قرآن مجید کو دیکھئے کہ وہ علم کے بارے میں کیا کہتا ہے فرمان الٰہی ہے:

''بھلا جو شخص اوقات شب میں سجدہ و قیام یعنی نماز کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو۔ آپ کہیے کیا علم والے اور جہل والے کہیں برابر ہوتے ہیں وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم ہیں)۔''

ایمان والوں اور بے ایمانوں کے حالات بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایمان والے وہ ہیں جو اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور آخرت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اہل علم اور بے عمل برابر نہیں ہو سکتے یعنی اہل علم کو فضیلت و برتری باعتبار مرتبہ کے بے علم وجاہلوں پر ہے۔ صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں، علم وہ عظیم وصف ہے جو انسان کو نہ صرف یہ کہ شرافت وتہذیب کا سرمایہ بخشتا ہے۔ عزت وعظمت کی دولت سے نوازتا ہے۔ اخلاق وعادات میں جلا پیدا کرتا ہے اور انسانیت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچاتا ہے بلکہ قلب انسانی کو عرفان الٰہی کی مقدس روشنی سے منور کرتا ہے۔ ذہن وفکر کو صحیح عقیدے کی معراج بخشتا ہے اور دل و دماغ کو خدا پرستی واطاعت گزاری کی راہ مستقیم پر لگاتا ہے۔ اسلام! جو انسان کے لیے ترقی وعظمت کی راہ میں سب سے عظیم مینارہ نور ہے، وہ اس وصف عظیم کو انسانی برادری کے لیے ضروری قرار دیتا ہے اور اس کے حصول کو دینی ودنیاوی ترقی وکامیابی کا زینہ بناتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام ہر اس علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اسلامی عقیدہ وعمل سے مزاحم ہوئے بغیر انسانی معراج کا ضامن ہو۔ اسلام کسی بھی علم کے حصول کو منع نہیں کرتا لیکن ایسے علم سے وہ بیزاری کا اظہار بھی کرتا ہے جو ذہن وفکر کو گمراہی کی طرف موڑ دے یا انسان کو اللہ کے رسول ﷺ سے آشنا دیکھ کر الحادو دہریت کے راستہ پر لگادے، علم دین شریعت کی نظر میں بنیادی اور ضروری حیثیت رکھتا ہے دینی ضروری علم ہر مسلمان پر حاصل کرنا فرض ہے چنانچہ ارشاد منقول ہے۔

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''

ظاہر ہے کہ اسلام جس زندگی کا تقاضا کرتا ہے اور انسان کو عبودیت کی جس معراج پر دیکھنا چاہتا ہے، وہ علم دین ہی پر موقوف ہے۔ علم دین کی بنا پر انسان بنتا ہے اور بندہ اپنی حقیقت کو پہچان کر ذات حق کا عرفان حاصل کرتا ہے۔ نیز عقیدہ وعمل کی تمام راہیں اسی سے نکلتی ہیں جس پر چل کر بندہ اپنے پروردگار کا حقیقی اطاعت گزار، رسول ﷺ کا فرمانبردار اور دین وشریعت کا پابند بنتا ہے۔

علم دین کی کیا شان ہے اس حدیث سے اندازہ لگائیں۔ حضرت معاویہؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں علم کو تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے عالم اور علم کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کے راستہ پر لگانا چاہتا ہے اسے علم کی دولت عنایت فرماتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ وہ کسی شخص کو دینی یعنی احکام شریعت کی سمجھ عنایت فرمادے جو ہدایت وراستی اور خیر وبھلائی کی سب سے بڑی شاہراہ ہے۔ حدیث کے دوسرے جز کا مطلب یہ ہے کہ علم کا مبدا حقیقی تو باری تعالیٰ کی ذات ہے میرا کام تو صرف یہ ہے کہ میں دینی مسائل اور شرعی احکام لوگوں تک پہنچادوں اور حدیث بیان کردوں اب آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ جسے جتنا چاہے ان پر عمل کرنے کی توفیق دے اور مالک ومختار بھی اللہ تعالیٰ ہے اختیار کل اسی کا ہے پیر وپیغمبر سب اسی کے محتاج ہیں۔

علم دین پڑھنا صدقہ جاریہ ہے

اس حدیث میں خاص طور پر تین چیزوں کو صدقہ جاریہ فرمایا گیا ہے: حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے (1) صدقہ جاریہ (2) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (3) صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کرے۔''

ایسے اعمال جن کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہوتا ہے ان کے اثرات مرنے کے بعد دنیا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں مثلاً نماز، روزہ وغیرہ ایسے اعمال ہیں جو انسان کی زندگی میں ادا ہوتے تھے گو کہ ان کا ثواب بایں طور باقی رہتا ہے کہ وہ ذخیرہ آخرت ہوجاتے ہیں اور مرنے کے بعد اس پر جزا ملتی ہے مگر ان کا سلسلہ مرنے کے بعد آئندہ جاری نہیں رہتا کیونکہ زندگی میں جب تک یہ اعمال ہوتے تھے اس کا ثواب ملتا رہتا تھا جب زندگی ختم ہوگئی تو یہ اعمال بھی ختم ہو گئے اور جب یہ اعمال بھی ختم ہو گئے تو اس پر جزا وسزا کا مرتب ہونا بھی ختم ہوگیا لیکن کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ نہ صرف یہ کہ زندگی میں ملتا ہے بلکہ مرنے کے بعد باقی وجاری رہتا ہے۔ ایسے ہی اعمال کے بارے میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ زندگی ختم ہوجانے کے بعد بھی ان کے ثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور مرنے والا برابر اس سے نفع اٹھاتا رہتا ہے۔

پہلی چیز صدقہ جاریہ

یعنی اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں زمین وقف کر گیا ہے یا کنواں وتالاب بنوا گیا ہے یا ایسے ہی مخلوق خدا کے فائدے کی خاطر کوئی ہسپتال کوئی مسجد کوئی دینی مدرسہ کوئی کتاب دینی اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے تو جب تک یہ چیزیں قائم رہیں گی اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔

دوسری چیز علم نافع

یعنی کسی ایسے عالم نے وفات پائی جو اپنی زندگی

میں لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا رہا اور پھر اپنے علم و معارف کو کسی کتاب کے ذریعہ محفوظ کر گیا جو ہمیشہ لوگوں کے لیے فائدہ منداور رشد و ہدایت کا سبب بنی ہے یا کسی ایسے شخص کو اپنا شاگرد بنا گیا جو اس کے علم کا صحیح وارث ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو یہ چیزیں ایسی ہیں جو زندگی ختم ہونے کے بعد اس کے لیے سرمایہ سعادت ثابت ہوں گی اور جن کا ثواب اسے وہاں برابر ملتا رہے گا۔

تیسری چیز اولادصالح

ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لیے سب سے بڑی سعادت اور وجہ افتخار اس کی اولاد صالح ہی ہوتی ہے۔اس لیے کہ صالح اولاد نہ صرف یہ کہ ماں باپ کے لیے دنیا میں سکون وراحت کا باعث بنتی ہے بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے وسیلہ نجات اور ذریعہ فلاح بھی بنتی ہے۔وہ والدین کے لیے شریعت کے حکم کے مطابق فاتحہ پڑھتا ہے۔دعائے مغفرت کرتا ہے، قرآن پڑھ کر ان کو بخشتا ہے اور ان کی طرف سے خیرات وصدقات کرتا ہے۔ظاہر ہے کہ سب چیزیں مردہ کے لیے ثواب کا باعث ہیں جن سے وہ آخرت کی زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔مسلمانو! اپنی اولاد کو علم دین سکھلاؤ تا کہ تمہارے لیے صدقہ جاریہ و ذریعہ نجات بنے۔ورنہ ڈاکٹر وانجینئر بن کر وہ صرف دنیا کماتے رہے تو آپ کے لیے دنیا میں بھی وبال جان اور آخرت میں بھی وبال جان بن جائیں گے اور آپ سے باز پرس ہوگی۔(مظاہر حق)

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ وہ راوی ہیں کثیر بن قیسؒ سے کہ حضرت ابودرداؓ کی خدمت میں دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہنے لگے اے ابودرداؓ میں مدینہ منورہ سے آپؓ کے پاس ایک حدیث سننے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ حدیث بلا واسطہ خود حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔حضرت ابودرداؓ نے فرمایا کیا صرف یہی مقصد ہے تجارت وغیرہ تو کوئی مقصد نہیں ہے؟ وہ شخص کہنے لگے نہیں میں صرف اسی مقصد کے لیے آیا ہوں حضرت ابودرداؓ نے فرمایا کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص طلب علم کے لیے ایک راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم پر خوش ہو کر اس کے سامنے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان وزمین کی کل مخلوق استغفار کرتی ہے اور مچھلیاں پانی کی تہہ میں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام نے کوئی درہم و دینار (یعنی مال و دولت) نہیں چھوڑا ہے بلکہ انبیاء کی میراث تو علم ہے سو جس کسی نے اسے حاصل کیا اس نے بہت حصہ وصول کرلیا۔"

علم حاصل کرنے کی برکتیں

حضرت انس بن مالکؓ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس کسی کو یہ پسند ہو کہ ایسے لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر رکھا ہے تو وہ علم سیکھنے والوں کو دیکھ لے۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے جو طالب علم کسی عالم کے دروازے پر چکر لگاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے اور ہر حرف کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھتے ہیں اور ہر قدم کے عوض اس کے لیے جنت میں ایک شہر بناتے ہیں وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لیے استغفار کرتی ہے اس کی صبح وشام مغفرت کی حالت میں ہوتی ہے۔فرشتے اس کے لیے گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے رہائی بخشی ہے(تنبیہ الغافلین)

سالم بن ابی الجعدؒ کہتے ہیں مجھے میرے آقا نے تین سو درہم میں خریدا اور آزاد کر دیا میں سوچنے لگا کہ اب کیا مشغلہ اختیار کروں بالآخر میں نے سب پیشوں اور مشاغل پر علم کو ترجیح دی ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ خلیفہ وقت میری زیارت کے لیے حاضر ہوا اور میں نے اسے ملاقات کی اجازت نہیں دی صالح المریؒ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین کے پاس گیا اس نے مجھے اپنی مسند پر بٹھایا۔میں نے کہا حسن نے سچ فرمایا تھا۔امیر المومنین نے پوچھا کہ حسنؒ نے کیا فرمایا تھا۔صالحؒ نے کہا حسنؒ نے فرمایا کہ علم آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور ایک غلام کو آزاد لوگوں کے مقام پر پہنچا دیتا ہے ورنہ اگر یہ علم نہ ہوتا تو صالح کی کیا اوقات تھی کہ امیر المومنین کی مسند پر بیٹھ جاتا۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دین میں بصیرت حاصل کرنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

ہر عمارت کچھ بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے۔فقہ دین کی انتہائی اہم بنیاد ہے۔ایک روایت میں ہے کہ اہل بصرہ میں باہم مذاکرہ ہونے لگا بعض نے کہا علم مال سے افضل ہے اور بعض نے کہا مال علم سے افضل ہے۔بالآخر حضرت ابن عباسؓ کی طرف آدمی بھیجا اور فیصلہ چاہا۔آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ علم افضل ہے قاصد بولا اگر ان لوگوں نے دلیل مانگی تو کیا کہوں گا۔آپؓ نے فرمایا کہہ دینا کہ علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی۔دوسری یہ کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے تیسری کہ اللہ تعالیٰ علم کی دولت اپنے محبوب بندوں کو دے دیتا ہے اور مال اپنے محبوب بندوں کو بھی دے دیتا ہے اور غیر محبوب لوگوں کو بھی۔بلکہ جن سے محبت نہیں ہوتی انہیں مال بہت دیتا ہے۔جیسے قرآن پاک میں ہے:اور اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے پر ہو جائیں گے تو جو لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھا(اترا) کرتے ہیں چوتھی یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا اور مال کم ہوتا ہے۔پانچویں کہ مال دار مر جاتا ہے تو اس کا تذکرہ بھی ساتھ ختم ہو جاتا ہے اور عالم فوت ہو جاتا ہے تو اس کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔چھٹی یہ کہ مال والا مر جاتا ہے اور صاحب علم زندہ جاوید ہے۔ساتویں یہ کہ صاحب مال سے ایک ایک درہم کا سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر لگایا اور صاحب علم کو ایک ایک حدیث پر جنت میں درجہ ملے گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ذمہ تہامہ وادی پہاڑوں کے برابر گناہ ہوتے ہیں پھر جب وہ علم کی کوئی بات سن لیتا ہے اور اللہ کا خوف محسوس ہوتا ہے، گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اس حال میں گھر لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا لہٰذا کبھی بھی علماء کی مجلس سے علیحدہ نہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی مجلس سے زیادہ کوئی قطعہ(ٹکڑا) بھی روئے زمین پر شرافت والا نہیں بنایا۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمانے لگے تم یہاں مشغول ہو اور مسجد میں حضور اکرم ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے گئے واپس آکر کہنے لگے ابوہریرہؓ ہم نے تو وہاں کوئی میراث تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔آپؓ نے فرمایا آخر کیا دیکھا وہ بولے کچھ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت میں لگے ہوئے تھے۔فرمایا کہ حضور ﷺ کی میراث تو یہی ہے۔"

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جس سے ملے جہاں ملے جس قدر ملے

کسی کا قول ہے، اگر تم نے اپنی اولاد کے لیے فقط مال چھوڑا ہے تو مانو کہ انہیں گمراہی اور سستی کی قید میں پھنسا دیا لیکن اگر خالی علم و نیک چلنی سکھا دی ہے تو گویا ان کو تمام قیدوں سے آزاد کر دیا۔ ایک حدیث میں ہے۔ ((نَوْمُ الْعَالِمِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ)) ''عالم کی نیند عابد کی عبادت سے افضل ہے۔''

ہو علم اگر نصیب تعلیم بھی کر
دولت جو ملے تو اس کو تقسیم بھی کر
اللہ عطا کرے جو عظمت تجھ کو
جو اہل ہیں اس کے ان کی تعظیم بھی کر

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ''جس نے مجھے ایک حرف کی بھی تعلیم دی اس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔''

ہمارے اکابرین کس طرح علم و اخلاق سیکھنے کے لیے محنت و مشقت اٹھاتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں۔ عبدالرحمٰن بن قاسمؒ فرماتے ہیں میں نے بیس سال تک امام مالکؒ کی خدمت کی ان میں اٹھارہ سال آداب و اخلاق کی تعلیم میں خرچ ہوئے اور صرف دو سال علم کی تحصیل میں۔ عالم بے عمل گدھ کی مثال ہے جو آسمان پر اڑتا ہے مگر زمین پر مردار کھاتا ہے۔ ناول و ڈائجسٹ بے ہودہ فحاشی و عریانی کا لٹریچر لکھنے والو! قوم کے بچوں پر رحم کرو نہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو فوراً قبول کر لیتے ہیں لوح سادہ برائے ہر نقش آمادہ نوجوانوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں مگر اخبار و رسائل و میگزین میں غلط چیزیں لکھنے والے اپنی دولت بنانے کی خاطر لکھتے اور چھاپتے ہیں۔ یاد رکھو یہ جہنم کا ایندھن بنا رہے ہو۔ عارضی دولت کی خاطر اپنی آخرت برباد کر رہے ہو۔ جو آدمی فحش لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہے اس سے وہ اچھا ہے جو مطالعہ ہی نہیں کرتا۔ نیز صرف تفریح طبع کے لیے مطالعہ کرنا ذہنی عیاشی ہے۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

کسی دانا کا فرمان ہے طرح طرح کی عام کتابوں کے پڑھنے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں۔ مگر مزاج بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں حق بات پر دل نہیں جمتا عمل کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سروپا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے! ((اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ)) بے دینوں، بے مرشدوں کی کتابیں پڑھنا خطرناک ہے، نقصان دہ ہے۔

حکایت

ایک عالم و فاضل بے روزگاری کی وجہ سے پریشان تھے شہر شہر چکر لگاتے تھے ایک مرتبہ ایک شہر میں گئے جس کے دروازے بند تھے وہاں ایک بڑی عمر کے بزرگ موجود تھے۔ ان سے دریافت کیا شہر کے دروازے کیوں بند ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ کا شکرہ باز اڑ گیا ہے اس وجہ سے دروازے بند کیے ہیں تا کہ نکل نہ جائے۔ اس عالم نے کہا کہ باز تو اڑنے والی چیز ہے دروازے بند کرنے کا کیا فائدہ پھر کہا کہ افسوس کہ ایسے شخص کو بادشاہ بنایا گیا ہے جس کو اتنی عقل نہیں ہے کہ ایک اڑنے والی چیز کو پکڑنے کے لیے دروازے بند کیے ہوئے ہیں آخر کار اس عالم نے کہا سبحان اللہ یہ شان خداوندی ہے کہ ایک کسی کو بادشاہت دی اور بے وقوفی بھی اور ہم باوجود علم و ہنر کے روزی کے لیے مارے مارے پھر رہے ہیں اس دانا معمر نے کہا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہارا علم و ہنر تو اسی بادشاہ کو دیا جائے اور اس کی بادشاہی و بے وقوفی تمہیں دی جائے۔ عالم نے کہا یہ منظور نہیں ہے۔ اس دانا نے کہا کہ دولت علم اور دولت دنیا بہت کم ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''علم اللہ کا نور ہے اور وہ گناہ گار کو نہیں ملتا۔

حکایت

پہلے زمانہ میں لوگ کس قدر تحصیل علم کے لیے اپنی اولاد کو وقف کرتے تھے اور خود بھی راہ خدا میں تبلیغ و دعوت کا کام کرتے تھے۔ حضرت ربیعۃ الرائے وہ عالم و بزرگ تھے کہ جن کے شاگرد امام مالک و حضرت حسن بصریؒ جیسے باکمال لوگ تھے۔ آپ کے والد فوج میں ملازم تھے یعنی مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ پورے ستائیس سال بعد جب واپس آئے تو مسجد میں گئے وہاں دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان درس قرآن دے رہا ہے۔ اس کا درس سنا اور دل میں تمنا ہوئی کاش کہ میرا بھی کوئی بیٹا ایسا ہوتا جو قرآن کی خدمت کرتا۔ گھر میں آئے اور بیوی سے پوچھا کہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بالکل محفوظ رکھی ہوئی ہیں اتنے میں ان کے صاحبزادے حضرت ربیعہ گھر تشریف لائے تو بیوی نے کہا کہ وہ تمہاری تیس ہزار اشرفیاں آگئی ہیں جو میں نے اس بیٹے کی تعلیم پر صرف کر دی ہیں۔ باپ سن کر حیران ہوا کہ مسجد میں درس دینے والا نوجوان اس کا ہی بیٹا ہے اور میری بیوی نے اس بچے کی تعلیم پر وہ رقم خرچ کی ہے اس نے اپنی بیوی کو مبارک باد دی۔

فائدہ

اندازہ کریں کہ باپ ستائیس سال تک جہاد میں مصروف رہے اور گھر نہیں آئے بیوی بچے کو علم دین سکھاتی رہی۔ پھر جب باپ واپس آیا تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں گیا مسجد سے مسلمانوں کے لگاؤ کا اندازہ اسی سے لگائیں۔ افسوس آج مسلمان کہتے ہیں کہ اولاد کو اگر مدرسہ دینی میں پڑھائیں گے تو وہ فاقے کاٹے گا۔ خرچ کہاں سے لائے گا؟ حالانکہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ اسکول و کالجز کے پڑھے ہوئے ہاتھوں میں ڈگریاں اٹھائے دن بھر دفتروں کے چکر لگاتے رہتے ہیں ایک ایک کے در پر جا کر سفارشیں کراتے رہتے ہیں، پھر بھی روزگار نہیں ملتا۔ اس کے مقابلے میں ایک قرآن پڑھا ہوا صرف اگر کسی جنگل میں بھی بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہاں بھی روزی عزت کے ساتھ دے رہا ہے۔ ہم اس بات سے نہیں روکتے کہ آپ اپنے بچوں کو سکول و کالج میں نہ پڑھائیں بے شک پڑھائیں مگر ان کو دین کی تربیت بھی ضرور دیں دینی علم بھی سکھائیں پھر ان شاء اللہ وہ آپ کے لیے دین و دنیا کی کامیابیوں کا ذریعہ بنیں گے۔

علم نور ہے

علم ایک کامل و مکمل نور ہے جس سے اندھے صحیح راستہ پر لگ جاتے ہیں اور جاہل تمام عمر جہالت اور اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے۔ علم ایک بلند چوٹی ہے جو شخص اس کی پناہ میں آ گیا تو علم اس کی ایسی حفاظت کرے گا۔ جیسے پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ لینے والا ہلاکتوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہر قسم کی دشوار گزار راہوں میں بے خوف و خطر گھومتا رہتا ہے۔ شیخ الاسلام برہان الدینؒ فرماتے ہیں کہ عالم کا درجہ تمام مراتب میں سب سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ تمام دنیائے عالم کی تمام رفعتیں اور بلندیاں اور اعزاز و اکرام علماء کے مقابلہ میں ہیچ ہیں، کیونکہ عالم کی عزت و رفعت مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے بلکہ بہشت کی نعمتوں اور آخرت کی سعادتوں کی وجہ سے اضافہ ہی ہوگا اور بڑے بڑے لشکروں کے حاکم اور بڑی بڑی سلطنتوں کے بادشاہ بھی علماء اور صلحاء کی عزت کو نہیں پا سکتے۔ عالم اپنے اعمال صالح اور حسنات کے ذریعے ایک گناہگار کی نجات کا ذریعہ یقینی ہو سکتا ہے اور عالم کی شفاعت سے اس کی مغفرت اور بخشش ہو سکتی ہے۔ زندگی اور موت دونوں وقتوں میں کام آنے والی چیز علم ہے۔ ایک قول ہے:

''دل کی زندگی علم ہے سو اس کو غنیمت سمجھ اور دل کی موت جہالت ہے سو اس سے پرہیز کر۔'' (فضائل علم)

The real reason behind the rabid hatred of medieval and modern Orientalists towards Islam

The damage caused by the Crusades was not restricted to a clash or weapons; it was, first and foremost, an intellectual damage viz. the poisoning of the western mind against the Muslim world through a deliberate misrepresentation of the teachings and ideals of Islam. For, if the call for crusade was to maintain its validity, the prophet of the Muslims had, of necessity, to be stamped as the Antichrist and his religion depicted in the most lured terms as a fount of immorality and perversion. It was at the time of the crusades that the ludicrous notion that Islam was a religion of crude sensuality and brutal violence, of an observance of ritual instead of a purification of the heart, entered the western mind and remained there; and it was then that the name of the prophet Muhammad – the same Muhammad (SAAW) who had insisted that his own followers respect the prophets of other religions – was contemptuously transformed by Europeans into 'Mahound'. The age when the spirit of independent inquiry could raise its head was as yet far distant in Europe; it was easy for the powers-that-were to sow the dark seeds of hatred for a religion and civilization that was so different from the religion and civilization of the west, thus it was no accident that the fiery Chanson de Roland, which describes the legendary victory of Christendom over the Muslim "heathen" in southern France, was composed not at the time of those battles but three centuries later, shortly before the first Crusade. It immediately became a kind of "National anthem" of Europe; and it is no accident, either that this warlike epic marks the beginning of a European literature, as distance from the earlier, localized literatures: for hostility toward Islam stood over the cradle of European civilization.

It would seem an irony of history that the age-old western resentment against Islam, which was religious in origin, should still persists subconsciously at a time when religion has lost most of its hold on the imagination of the Western

a person may completely lose the religious beliefs imparted to him in his childhood while nevertheless some particular emotion connected with those beliefs remains, irrationally in force through his later life. And this, I concluded, is precisely what happened to that collective personality of the western civilization. The shadow of the Crusades hovers over the west to this day; and all its reaction toward Islam and the Muslim world bear distinct traces of that die-hard ghost.

(<u>Source:</u> Extract from the book 'The Road to Mecca' by Allama Muhammad Assad; pages 6-7. Recommended by Engineer Mukhtar Hussain Farooqi)

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر24 سال، قد5.4، خوبصورت خوب سیرت تعلیم انڈر بی اے، اچھی قاریہ کے لیے شرعی پردہ کی پابند فیملی سے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-4329891

☆لاہور میں رہائش پذیر آرائیں زمیندار فیملی کو اپنی بیٹی، عمر26 سال، تعلیم ایم اے کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-9490239

☆بیٹی، عمر36 سال، تعلیم ایم ایس سی، قد پانچ فٹ پانچ انچ، گورنمنٹ سکول ٹیچر کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-36627216
0345-3535455

☆ گجرات میں رہائش پذیر فیملی کی بیٹی، عمر40 سال، غیر شادی شدہ، تعلیم مڈل، دیندار، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار فرد کا رشتہ درکار ہے۔ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0331-5388750

☆ ۔راولپنڈی میں رہائش پذیر چالیس سالہ صوم وصلوٰۃ کا پابند بزنس مین، تعلیم ایف اے کے لیے صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند لڑکی جس کی تعلیم کم ازکم ایف اے (ترجیحاً عالمہ) کا رشتہ درکار ہے۔راولپنڈی اسلام آباد کی رہائشی لڑکی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 051-4480176

☆ کراچی میں مقیم رفیقہ تنظیم، عمر28 سال، دینی ودنیاوی تعلیم سے آراستہ، گھریلو امور میں ماہر، خوش خلق وخوش اخلاق، قد"5.5، کے لیے باعمل دیندار ترجیحاً رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-5254433

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کُلّیۃ القُرآن لاہور (قرآن کالج)

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔“ (حدیث نبوی ﷺ)

عصری تعلیم مع درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

اہلیت برائے داخلہ

☆ میٹرک پاس (کم از کم 45 فیصد نمبر)
☆ میٹرک کے نتائج کا انتظار کرنے والے طلبہ بھی داخلہ فارم جمع کروا سکتے ہیں۔ تاہم ان کا داخلہ میٹرک کے نتائج میں پاس ہونے پر ہی کنفرم ہوگا۔ فیل ہونے کی صورت میں داخلہ منسوخ کر دیا جائے گا۔
☆ داخلے کے خواہش مند طالب علم کا ناظرہ قرآن پڑھنا ضروری ہے۔ حافظ قرآن طالب علم کو ترجیح دی جائے گی۔
☆ پہلے سے صوم صلوٰۃ کے پابند طلبہ کو داخلے میں ترجیح دی جائے گی۔
☆ داخلے کی درخواست صرف پاکستان کے مرد شہری مسلمان طلبہ ہی دے سکتے ہیں۔ غیر ملکی طلبہ کو داخلہ نہیں دیا جائے گا۔
☆ عمر 15 تا 18 سال۔ تاہم حفاظ طلبہ کو عمر میں دو سال کی رعایت دی جا سکتی ہے۔

خصوصیات

☆ درس نظامی کی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز۔
☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ رپنجاب یونیورسٹی کا نصاب۔
☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے مکمل یا جزوی کفالت کی سہولت۔

شیڈول برائے داخلہ

☆ پراسپیکٹس کی دستیابی 24 جون 2016ء سے۔
☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 15 جولائی 2016ء
☆ ٹیسٹ انٹرویو 16 جولائی 2016ء
☆ کلاسز کا آغاز 18 جولائی 2016ء

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637
دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

الداعی الی الخیر

حافظ عاطف وحید، ناظم تعلیمات

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low calories sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion